عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
انٹرنیشنل
جلد نمبر ۱۰ شمارہ نمبر ۲۸
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایمان افروز واقعات

دل کی اصلاح بہت ضروری ہے

شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے اوصاف و کمالات

سویڈن کے قادیانیوں میں بغاوت، قادیانیو! سچ کو پہچانو

بابری مسجد کی پکار

دین و دنیا میں سرفرازی کے طریقے

قادیانی بنی بنائی قبر میں دفن نہ ہو سکا

گلدستۂ عقیدت

بخدمت

شہدائے بالاکوٹ

عزم و ہمت کے نشاں اے کہسارِ بالاکوٹ ۔ سو رہے ہیں گود میں تیری سوارِ بالاکوٹ

راہِ حق میں جان دے کر ہوگئے یوں سرخرو ۔ روشن ان کے خون سے ہے لالہ زارِ بالاکوٹ

خیمہ زن تھی ہر طرف ظلم و تشدد کی خزاں ۔ پر رہینِ منت شہدا بہارِ بالاکوٹ

بر لبِ کنہار ہیں آسودۂ خواب اب تلک ۔ سید احمد شہیدؒ ذی وقارِ بالاکوٹ

ان سے کچھ ہی فاصلے پر جانبِ مغرب شمال ۔ بر سرِ تپۂ کوہ ہیں افتخارِ بالاکوٹ

یعنی اسماعیل شاہؒ آں پسرِ شاہ عبدالغنیؒ ۔ محوِ جلوۂ خدا ہیں در مزارِ بالاکوٹ

کون تھے؟ آئے کہاں سے؟ کس لیے آئے یہاں؟ ۔ گفتنی ہے داستانِ سرگزارِ بالاکوٹ

قومِ مسلم کو چھڑانے کا عزم لے کر اٹھے ۔ اور سوئے مقتل بڑھے خود جانثارِ بالاکوٹ

تھا ہدف ان کا نکالیں ہند سے انگریز کو ۔ بڑھ رہے تھے سوئے دہلی از دیارِ بالاکوٹ

قلعے پر سر کرتے فتح قلعے وہ سکھوں کے بڑھے ۔ اور بیٹھے درمیانِ کارزارِ بالاکوٹ

جرأت و ہمت کا اپنی لوہا منواتے ہوئے ۔ ہوگئے پیوندِ خاک و ریگزارِ بالاکوٹ

مقصدِ آزادیٔ مسلم کا نہ گو پورا ہوا ۔ پر گواہ ہے برگِ گل اور نوکِ خارِ بالاکوٹ

جان دے کر وہ راہِ حق میں زندہ ہوگئے ۔ شمعِ حریت جلا کر کے وہ رخصت ہوگئے

سرزمینِ پاک کو ان پر بجا ہے فخر و ناز!!

ان کے سینے میں ہے پنہاں منصبانہ آزادی کا راز

نتیجۂ فکر خواجہ محمد مصباح الدین ڈاکٹر ایم۔ اے منڈیکے گورایہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

جلد نمبر ۱۰ | ۵ تا ۱۱ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۲ھ بمطابق ۱۳ تا ۱۹ دسمبر ۱۹۹۱ء | شمارہ نمبر ۲۸

مدیر مسئول — عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱۔ شہدائے بالاکوٹ ۔۔۔۔۔۔ ۲
۲۔ نعت رسول مقبولؐ ۔۔۔۔۔۔ ۴
۳۔ سویڈن کے قادیانیوں میں بغاوت (اداریہ) ۔۔۔۔۔۔ ۵
۴۔ چلتے چلتے (آخری قسط) ۔۔۔۔۔۔ ۶
۵۔ مرزائی ساہوکار ۔۔۔۔۔۔ ۷
۶۔ وظیفہ کم کر دیا ۔۔۔۔۔۔ ۸
۷۔ حضرت عمر فاروقؓ کا اتباع سُنت ۔۔۔۔۔۔ ۹
۸۔ دل کی اصلاح ۔۔۔۔۔۔ ۱۲
۹۔ شیخ الاسلامؒ ۔۔۔۔۔۔ ۱۳
۱۰۔ بابری مسجد کی پکار ۔۔۔۔۔۔ ۱۴
۱۱۔ تعارف ۔۔۔۔۔۔ ۱۵
۱۲۔ دین و دنیا میں سرفرازی کے طریقے ۔۔۔۔۔۔ ۱۶
۱۳۔ مرزائیوں کا المیہ ۔۔۔۔۔۔ ۱۷
۱۴۔ قادیانی کی بنی بنائی قبر نے ساتھ نہ دیا ۔۔۔۔۔۔ ۲۲
۱۵۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین ۔۔۔۔۔۔ ۲۴
۱۶۔ ربوہ میں دو قادیانیوں کا قبول اسلام ۔۔۔۔۔۔ ۲۳
۱۷۔ شیخوپورہ میں ختم نبوت کانفرنس ۔۔۔۔۔۔ ۲۵

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان

سرکولیشن منیجر

محمد انور

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
قانونی مشیر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ
کراچی ۷۴۴۰۰ ۔ پاکستان
فون نمبر ـ 776033

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 071-737-8199.

چندہ

سالانہ	۱۵۰ روپے
ششماہی	۷۵ روپے
سہ ماہی	۴۵ روپے
فی پرچہ	۳ روپے

چندہ

غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک
۴۵ ڈالر
چیک ڈرافٹ بنام "ویکلی ختم نبوت"
الائیڈ بنک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۳۶۳ کراچی پاکستان
ارسال کریں

ایڈیٹر و پبلشر: عبدالرحمٰن یعقوب باوا — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۱۰۳ جرنیلہ ہاؤس کراچی

نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مجھے کیا علم کیا تم ہو، خدا جانے کہ کیا تم ہو
بس اتنا جانتا ہوں محترم بعد از خدا تم ہو

کسی کی آرزو کچھ ہو! کسی کا مدعا کچھ ہو
ہماری آرزو تم ہو، ہمارا مدعا تم ہو

زمانہ جانتا ہے صاحبِ لولاک لما تم ہو
جہاں کی ابتداء تم ہو، جہاں کی انتہاء تم ہو

نہ یہ قدرت زباں میں ہے نہ یہ طاقت بیاں میں ہے
خدا جانے تو جانے! کوئی کیا جانے کہ کیا تم ہو

رسالت کو شرف ہے ذاتِ اقدس کے تعلق سے
نبوت ناز کرتی ہے کہ ختم الانبیاء تم ہو

کہاں ممکن تمہاری نعت حضرت مختصر ہے
دو عالم مل کے جو کچھ بھی کہیں اس سے سوا تم ہو

گروہ رازداں "نظمِ فطرت" پر نہیں مخفی
یہ سب ہنگامہ دنیا خبر ہے مبتدا تم ہو

نہیں شرمندۂ اظہار اوصاف گرامی قدر
بتاؤں کیا کہ کیا تم ہو، سناؤں کیا کہ کیا تم ہو

فصاحت کو تحیر ہے بلاغت کو پریشانی
کہ لفظوں سے بہت بالا جناب مصطفیٰ ﷺ تم ہو

گناہ گاران اُمت کا سہارا ذات والا ہے
خوشا قسمت کہ حضرت شافعِ روزِ جزا تم ہو

یہ رابطہ باہمی اُمت کو وجہ صد تفاخر ہے
تمہارا ہے خدا محبوب! محبوبِ خدا ﷺ تم ہو

تمہارے واسطے اسعدؔ کہیں بہتر ہے شاہی سے
کہ اک ادنیٰ غلام بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ تم ہو۔

مولانا محمد اسعد اللہ اسعدؒ

سویڈن کے قادیانیوں میں بغاوت ० قادیانیو ! مسیح کو پہچانو

گذشتہ شمارے میں آپ نے یہ خبر پڑھ لی ہوگی کہ سویڈن کے قادیانیوں نے اپنی (نام نہاد) خلافت کے خلاف بغاوت کر دی ہے۔ بہتوں نے قادیانیت سے تائب ہو کر، اسلام قبول کر لیا اور اپنے چندے کی واپسی کا بھی مطالبہ کر دیا۔ نیز انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر ہمارا مطالبہ پورا نہ کیا گیا تو ہم جماعت کے تمام اداروں خصوصاً عبادت گاہوں پر قبضہ کر کے انہیں مساجد میں تبدیل کر دیں گے۔

خبر کے مطابق مرزا طاہر نے ہدایت جاری کر دی ہے کہ ان کا (یعنی نومسلموں کا) چندہ واپس کر دو اس سلسلہ میں اس نے اپنے پیروکاروں سے چندے کی تحریک کی کہ وہ چندہ دیں تاکہ چندہ واپس کیا جا سکے۔ اس خبر کے بعد قادیانی جماعت ایسی خاموش ہے جیسے اسے سانپ سونگھ گیا ہو۔ اس خبر کی ابھی تک کوئی تردید نہیں کی جس کا واضح مطلب یہی ہے کہ خبر صحیح ہے، چونکہ خبر پریشان کن ہے اس لیے قادیانی جماعت خاموشی میں ہی اپنی عافیت سمجھتی ہے۔

یہ بغاوت کیوں ہوئی ہمارا خیال ہے کہ یہ اس وجہ سے ہوئی کہ قادیانیوں کو اندھیرے میں رکھا گیا ہے اور رکھا جاتا ہے قادیانی جماعت کے بانی آنجہانی مرزا قادیانی کے جو اصل دعاوی اور نظریات ہیں اور پھر قادیان کی رائل فیملی کے جو سیاہ کرتوت ہیں انہیں نظروں سے اوجھل رکھا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے عام قادیانی مرزا قادیانی کی اصلیت کو سمجھ نہیں پائے۔ قادیانیوں کے بھگوڑے پیشوا مرزا طاہر نے چند سال پہلے تمام مسلمانوں کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا اور اس موضوع پر "مباہلہ" کے نام سے ایک کتابچہ شائع کر کے مفت تقسیم کرایا تھا اس کتابچے میں مرزا طاہر نے اپنے جو عقائد لکھے تھے وہ قادیانی جماعت کے بانی آنجہانی مرزا قادیانی کے دعاوی، عقائد اور نظریات کے بالکل متضاد ہیں تھے مثلاً مرزا قادیانی جو مرزا طاہر کا دادا بھی ہے اس نے ——— خدا ہونے کا دعویٰ کیا ——— اپنے کو خدا کا بیٹا کہا ——— خدا کا باپ بنا۔ ——— حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے برتر ہونے کا دعویٰ کیا ——— اپنے "نشانات" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے زیادہ بتائے ——— حضورؐ کو پہلی رات کا چاند اور خود چودھویں رات کا چاند بن بیٹھا ؂

(چراغ مردہ کہاں صبح آفتاب کہاں)

اور ؂ (خیال زاغ کو بلبل سے ہمسری کا ہے)

قادیان کی منحوس سرزمین کو ارض حرم یعنی خانہ کعبہ کے برابر قرار دیا ——— سالانہ جلسہ کو حج کی طرح کہا (مرزا محمود) ——— قرآن پاک میں لفظی و معنوی تحریف کی ——— جہاد کے حرام ہونے کا فتویٰ داغا ——— انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخیاں کیں وغیرہ وغیرہ۔

مرزا طاہر نے سادہ لوح قادیانیوں کو دھوکہ دینے کے لیے لکھا کہ یہ ہم پر الزام ہے ہمارے یہ عقائد نہیں ہیں اور نہ ہی ہمارے مرزا (آنجہانی مرزا قادیانی) نے ایسی باتیں لکھی ہیں ہمارے خیال میں یہ اتنا بڑا جھوٹ ہے جیسے کوئی شخص دن کو رات اور رات کو دن کہنے لگ جائے کیونکہ یہ تمام عقائد مرزا قادیانی کتابوں میں درج ہیں جنہیں ہرگز ہرگز جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ یہ اللہ کا فضل ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے سینکڑوں کتابچے اردو، عربی اور انگریزی میں شائع کر کے سویڈن سمیت پوری دنیا میں پھیلا دیے ہیں عالمی مجلس کا لندن دفتر بھی فتنہ قادیانیت کا شب و روز پوسٹ مارٹم کرنے میں مصروف ہے۔ ہمارے لٹریچر میں جو حوالہ جات دیئے گئے ہیں مرزا طاہر سمیت کسی قادیانی میں جرأت نہیں وہ ان کو جھٹلا سکے۔

الحمد للہ یہ اسی لٹریچر کا اثر ہے کہ اب قادیانیوں پر حق واضح ہوتا جا رہا ہے۔ گذشتہ سال مالی میں بیس ۳۵ ہزار قادیانی مسلمان ہوئے اب سویڈن میں سینکڑوں خاندان اسلام قبول کر چکے ہیں۔ فتنہ قادیانیت آخری سانس لے رہا ہے اور اب وہ دن دور نہیں جب فتنہ قادیانیت کا نام و نشان تک مٹ جائے گا اور پوری دنیا میں خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا علم لہرائے گا۔ ہم قادیانیوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ رائل فیملی کے تنخواہ دار کارندوں کے فریب میں نہ آئیں عالمی مجلس کے لٹریچر کا مطالعہ کریں اور حوالہ جات کو مرزا قادیانی سمیت قادیانی جماعت کی طرف سے شائع ہونے کا اصل کتابوں سے ملائیں اس سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی نکھر کر سامنے آجائے گا۔

اگر کوئی حوالہ نہ ملے تو "عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان" کے پتہ پر خط لکھیں انشاء اللہ وہاں سے تسلی بخش جواب ملے گا۔

چلتے چلتے

از حافظ محمد حنیف ندیم

کیا واقعی قادیانی صحافیوں کو خرید رہے ہیں؟

ایک ڈمی اخبار کا قادیانیوں کی حمایت میں مضمون اور اس کا

آخری قسط

ہلکا پھلکا مگر منہ توڑ جواب

قادیانیوں کی قابلیت کا ثبوت

مدیر مذکور نے قادیانیوں کی قابلیت کے ثبوت کے طور پر سر ظفر اللہ قادیانی کا نام پیش کیا اور کہا کہ وہ ایک قابل وزیر خارجہ تھا قائداعظم نے اس کی قابلیت کی بنا پر ہی ملک کا پہلا وزیر خارجہ بنایا تھا جبکہ مدیر صاحب بار بار یہ لکھ چکے ہیں کہ علم غیب سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا جب علم غیب سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا تو کیا حضرت قائداعظم عالم الغیب تھے کہ انہوں نے سر ظفر اللہ قادیانی کے اندر چھپا ہوا گوہر نایاب تلاش کر لیا تھا پھر ہم یہ بھی پوچھتے ہیں کہ پاکستان کے قیام کے بعد ایک انگریز کو مسلح افواج کا کمانڈر انچیف اور ایک کو مغربی پاکستان کا گورنر بنایا گیا تھا کیا قابلیت کی بنیاد پر ایسا گیا تھا یا کوئی سیاسی حکمت عملی تھی؟

یقیناً سیاسی حکمت عملی ہی تھی اور وہی سیاسی حکمت عملی ظفر اللہ قادیانی کو وزیر خارجہ بنانے میں کارفرما تھی۔ اگر ظفر اللہ قادیانی میں کچھ قابلیت ہوتی تو کشمیر کا مسئلہ کبھی کا حل ہو چکا ہوتا۔ لیکن دنیا دیکھ رہی ہے کہ وہ اب تک الجھا ہوا ہے۔ پڑوسی ممالک سے تعلقات خراب کرائے اور پاکستان کو مغربی ممالک کا دم چھلا بنا دیا۔ کہتے ہیں کہ ظفر اللہ نے فلسطینیوں کے [illegible] جنرل اسمبلی میں بھرپور نمائندگی کی اور اسرائیل کی مخالفت کی جس پر عرب ممالک نے مبارکباد دی لیکن ظفر اللہ نے جواب دیا کہ نہ مجھے مبارکباد دینے کی ضرورت اور نہ میرے نام مبارکباد کے تار بھیجنے کی اگر ایسا کرنا ہے تو وہ ربوہ میں ہمارے خلیفہ مرزا محمود کو تار بھیجیں حالانکہ اگر وہ پاکستان کا وفادار ہوتا تو اسے مرزا محمود کا نام لینے کی بجائے صدر مملکت اور وزیر اعظم کا نام لینا چاہیے تھا۔ پھر فلسطین کا مسئلہ ابھی تک حل نہیں ہوا جس کے در پردہ قادیانی اور سر ظفر اللہ ہی کی سازش کارفرما ہے ــــ افغانستان ایک مسلم ملک ہے جسے پاکستان سے راہداری کی ضرورت تھی کیونکہ اس کے ساتھ سمندر نہیں لگتا ظفر اللہ نے بحیثیت وزیر خارجہ راہداری دینے سے انکار کر دیا کیوں انکار کیا اس لیے کہ امیر عبدالرحمن والی کابل نے قادیانی مبلغوں کو قادیانیت کی تبلیغ کرنے اور ارتداد پھیلانے کے جرم میں سنگسار کرا دیا تھا اور جب مرزا قادیانی نے امیر کابل کو اپنی خود ساختہ نبوت کا دعوتی خط لکھا تو امیر کابل نے خط پڑھ کر یہ جملہ کہا تھا:

ایں جا بیا

یہاں آ کر دعوت دے تاکہ تجھے یہ پتہ چل جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعوائے نبوت کرنے والے کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے اور کیسا سلوک کرنا چاہیئے۔ جب تقسیم ہوئی اور پاکستان بن گیا تو اس نے افغانستان سے تعلقات خراب کر کے بدلہ لیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ مکمل طور پر روس اور بھارت کی گود میں چلا گیا۔

قائداعظم کا جنازہ

جس ظفر اللہ قادیانی کے ساتھ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے یہ حسن سلوک کیا تھا کہ اسے پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ بنایا اس کا صلہ قائداعظم کو اس نے یہ دیا کہ جب ان کی نماز جنازہ پڑھی جا رہی تھی تو وہ چند عیسائیوں اور دوسری اقلیتوں کے افسروں کے ساتھ بیٹھا گپ شپ کرتا رہا۔ اس سے پوچھا گیا کہ بد مروت تو نے نماز جنازہ میں کیوں شرکت نہیں کی تو جواب دیا کہ:

"مجھے مسلمان حکومت کا کافر وزیر سمجھ لیں یا کافر حکومت کا مسلمان وزیر۔"

مدیر صاحب! قادیانی محبت کی پٹی آنکھوں سے اتار کر از راہ انصاف بتائیں کہ جس شخص نے اپنے محسن قائداعظم محمد علی جناح کی نماز جنازہ نہ پڑھ کر اور دوسرے محسن خان لیاقت علی خان کو اپنے لے پالک غنڈے کے ذریعے شہید کرایا ہو کیا وہ پاکستان کا اور اسلام کا وفادار ہو سکتا ہے؟ یقیناً نہیں۔ تو پھر ہمیں علامہ اقبال مرحوم کی یہ بات تسلیم کر لینی چاہیئے کہ: "قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے" اور "قادیانی ملک اور اسلام دونوں کے غدار ہیں۔"

فحاشی اور قادیانیت

مدیر صاحب نے مسلمانوں اور ان کے علماء پر یہ الزام بھی لگایا ہے کہ وہ خواہ مخواہ قادیانیوں پر فحاشی پھیلانے کا بہتان باندھتے ہیں سوائے راولپنڈی میں پیر صلاح الدین کے واقعہ کے واقعہ نہیں ہوا اس میں بھی علماء کی انانیت اور خواہش نفسانی کا دخل تھا۔ اس کے علاوہ اور کوئی واقعہ قادیانیوں کے خلاف پیش نہیں کیا جا سکتا (مفہوم) پیر صلاح الدین کون تھا اور اس نے کیا کیا گل کھلائے اس کو اور اس کے کارندوں کو سزا کیوں ہوئی رہائی کیسے عمل میں آئی ہفت روزہ چیلنج میمورڈ کراچی ۲۲ اگست تا ۱۵ ستمبر ۱۹۹۰ء میں شائع ہونے والی رپورٹ

سے ایک اقتباس ملاحظہ ہو اس رپورٹ کے بعض حصوں سے اختلاف ہو سکتا ہے لیکن اصل واقعہ حقیقت پر مبنی ہے ملاحظہ فرمائیے :۔

سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی میں واقع پیرز ہوٹل اور اس سے کچھ فاصلے پر واقع فردوس گیسٹ ہاؤس دراصل ہوٹل کم اور قحبہ خانے زیادہ تھے۔ اس ہوٹل کے مالک پیر صلاح الدین مرزائیوں کے موجودہ خلیفہ مرزا ناصر احمد کے خاص ہیں اور طویل عرصے تک ملک کے اہم ترین شہروں میں بنیادی نوعیت و اہمیت کے انتظامی عہدوں پر فائز رہے۔ اعلیٰ سطح تک رسائی کے باعث انہوں نے ہوٹل کی آڑ میں قحبہ گری، جنس آوارگی، اور عیاشی کے لیے خوبصورت اور نوعمر لڑکیوں کی فراہمی کا کام ایک جال کی طرح پھیلایا ہوا تھا۔

۲۰ اکتوبر ۱۹۷۹ء کو پولیس نے چھاپہ مار کر بدکاری کے ان اڈوں سے اٹھائیس افراد اور تیرہ نوعمر خوبرو لڑکیوں کو گرفتار کیا، شراب کی بوتلیں اور وی سی آر پر فحش فلموں کے کیسٹ بھی برآمد ہوئے اور پورے ملک میں قادیانی فرقے کے خلاف ایک لہر سی اٹھ کھڑی ہوئی۔ پیر صلاح الدین ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر تھے اور ان کے تعلقات اعلیٰ سطح تک تھے حتیٰ کہ جنرل ضیاء الحق سے بھی ان کی رسم و راہ تھی اور پاکستان میں ضیاء الحق کی جانب سے اسلامی نظام اور اسلامی قوانین کے نفاذ کا اعلان ہو جانے کے باوجود وفاقی دارالحکومت سے متصل راولپنڈی شہر میں پیر صلاح الدین زناکاری کے اڈے چلا رہے تھے جنرل محمد ضیاء الحق نے ربیع الاول ۱۹۷۹ء میں ملک بھر میں شرعی قوانین کے نفاذ اور حدود آرڈیننس کا اعلان کیا تھا جس کے تحت زانی اور زانیہ پر اسلامی حدود کا اطلاق ہونا چاہیے تھا مگر ہوا یہ کہ پیر صلاح الدین کے ہوٹل سے پکڑے جانے والے جوڑوں اور پیر صلاح الدین کے دست راست فضل بخاری، پیر صاحب کے بیٹے محی الدین احمد مطاہر اور مدار طاہر احمد کے خلاف اسلامی قوانین کے تحت مقدمہ چلانے کی بجائے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہوئے جنرل ضیاء الحق نے ان تمام ملزمان پر سرسری سماعت کی فوجی عدالتوں کو ان کے مقدمات سپرد کر دیئے تاکہ عوام تیز رفتاری سے مقدمے کے فیصلے پر خوش ہوں اور جنرل ضیاء الحق کے قادیانی فرقے سے متعلق ان کے احباب اسلام کی سزاؤں سے بھی بچ جائیں اور یہی ہوا ۲۳ اکتوبر ۱۹۷۹ء کو سرسری سماعت کی دو فوجی عدالتوں نے بدکاری کے ان اڈوں سے گرفتار ہونے والوں کے خلاف چھتیس گھنٹے تک مقدمات کی سماعت جاری رکھی اور پیر صلاح الدین کو ایک سال قید، اس کے بیٹے محی الدین مطاہر کو پندرہ کوڑوں کی سزا سنائی، چونکہ مارشل لاء قانون کے مطابق ساٹھ سال سے زائد عمر والے افراد کو کوڑوں کی سزا نہیں دی جا سکتی تھی لہٰذا اس گھناؤنے کاروبار کے اصل مجرم پیرز ہوٹل کے مالک پیر صلاح الدین اور فضل بخاری کو محض ایک ایک سال قید با مشقت کی سزا سنا دی گئی۔ عوام کو بے وقوف بنانے کے لیے فوری طور پر ۲۵ اکتوبر کو تیسرے پہر سنٹرل گورنمنٹ ہسپتال راولپنڈی سے ملحق وسیع و عریض گراؤنڈ میں ان ۲۷ ملزموں کو کوڑے لگائے گئے اور یہ منظر دکھانے کے لیے راولپنڈی کے گرد و نواح سے ایک لاکھ افراد کو جمع بھی کر لیا گیا صرف یہی نہیں بلکہ بدکاری کے اڈوں پر چھاپہ مارنے والی ٹیموں کو جنرل ضیاء الحق نے بیس ہزار روپے انعام دیا اور گورنر پنجاب سوار خان نے بھی بیس ہزار روپے انعام دینے کا اعلان کیا۔

۱۹۷۴ء میں جب ذوالفقار علی بھٹو نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تو ڈاکٹر عبدالسلام روٹھ کر پاکستان سے چلے گئے مگر جنرل ضیاء الحق کے دور میں واپس ان کی زبردست پذیرائی کی گئی، حالانکہ ان کے مقابلہ میں ہمارے پاس ایک مخلص سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر تھے ضیاء الحق نے ڈاکٹر عبدالسلام کے کہنے پر پیر صلاح الدین کی سزا معاف کر دی، اس شخص کی سزا جو ایک چکلے، قحبہ خانے اور شراب خانے کا مالک تھا اور جس نے دس ہزار لڑکیوں کو طوائف بنا دیا تھا!

جناب مدیر صاحب! دیکھ لیا آپ نے کہ پیر صلاح الدین جو سرکردہ قادیانی تھا اسے کسی ذاتی عناد کی بنا پر نہیں بلکہ بدکاری کا اڈہ چلانے پر سزا ہوئی تھی اور وہ سزا ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے معاف کرائی تھی۔

رہا مدیر صاحب کا یہ کہنا کہ ایسا کوئی دوسرا واقعہ پیش نہیں کیا جا سکتا تو یہ بھی محض تحکم سے بات ٹالنے والی بات ہے قادیانی جماعت کی بنیاد ہی فحاشی پر تعمیر ہوئی ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا

مرزائی ساہوکار

سجاد احمد خان شیروانی

مرزائیوں کے روپ میں تخریب کار ہیں — ان کے یہاں ہیں جتنے بھی کاروبار ہیں
ترغیب دے رہے ہیں جو حسن و جمال کی — غیروں کے ہمسفر ہیں وطن پہ یہ بار ہیں
پھنستے ہیں راستوں میں جو ہر روز دوستو! — ہیں دیکھنے میں پھول مگر سنگ و خار ہیں

اوڑھے ہوئے لبادے ہیں مذہب کے نام پر — ابلیس کے مرید ہیں، پر ساہوکار ہیں
خنجر بدست رہتے ہیں موقع کی تاک میں — پر دیکھنے میں سادے ہیں "پرہیزگار" ہیں
جب تک وطن میں یہ ہیں تو خطرہ ہے ہر طرف — ہاتھوں سے ان کے جو بھی دامن وہ تار ہیں

سجاد یہ غلط ہے، فریب نظر ہے یہ
جو لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ "غمگسار" ہیں

ہے اور بھی بہت سے ثبوت پیش کیے جا سکتے ہیں لیکن ہم ایک تازہ واقعہ ایک قادیانی لڑکی کے ننگے ڈانس کا پیش کر رہے ہیں ملاحظہ ہو:۔

"لندن میں مقیم پاکستانی بے حیا لڑکیوں زرینہ رمضان اور قمر اشرف عریاں شو پیش کرنے کے علاوہ عصمت فروشی کے حیا سوز دھندے میں بھی مصروف ہیں نیوز آف دی ورلڈ کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ یہ دونوں حیا باختہ لڑکیاں گھنٹہ بھر کی بے حیائی کے عوض ۲۰۰ سو پونڈ وصول کرتی ہیں قمر اشرف نے بھی اس بات کی تصدیق کی ہے ـــــــ قمر اشرف نے یہ انکشاف بھی کیا ہے کہ زرینہ رمضان قادیانی فرقہ سے تعلق رکھتی ہے"

(جنگ ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۱ء)

گو زرینہ نے اپنی قادیانیت کی نفی کرتے ہوئے کہا ہے کہ میری والدہ قادیانی اور باپ سنی مسلمان ہے لیکن یہ بات قطعاً غلط ہے اس لیے کسی قادیانی عورت کا مسلمان کے ساتھ نکاح حرام ہے جب نکاح حرام ہے تو ماننا پڑے گا کہ یہ سارا خاندان قادیانی ہے حوالہ ملاحظہ فرمایئے:۔

"غیر احمدی سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں، ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا اب باقی کیا رہ گیا جو کہ ہم ساتھ مل کر کر سکتے ہیں، دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک دینی دوسرے دنیوی دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ رشتہ و ناطہ ہے سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے ہیں جبکہ ہر ایک طریقہ سے ہم کو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) نے غیروں سے الگ کیا ہے اور ایسا کوئی تعلق نہیں جو اسلام نے مسلمانوں کے ساتھ خاص کیا ہو" (کلمۃ الفصل مرزا بشیر احمد

ابن مرزا غلام قادیانی ص ۱۶۹)

پس معلوم ہوا کہ لڑکی اور اس کا سارا خاندان قادیانی ہے اس لیے مدیر صاحب کا یہ کہنا غلط قطعاً غلط ہے کہ پیر صلاح الدین کے واقعہ کے علاوہ اور کوئی فحاشی کا واقعہ سامنے نہیں آیا۔

آخر میں اس جواب میں قادیانیوں کے دوسرے پیشوا اور میرزا طاہر کے باپ آنجہانی مرزا محمود کے رنگ رلیوں عیاشیوں بدمعاشیوں کی منہ بولتی تصویر اس شعر پر ختم کرتا ہوں۔ وہ آنجہانی کا اپنا شعر ہے جس میں اس نے اپنی کمزوریوں اور عیاشیوں کا اعتراف کیا ہے شعر یہ ہے:۔

کیا بتاؤں کس قدر کمزوریوں میں ہوں پھنسا
سب جہاں بیزار ہو جائے جو ہوں میں بے نقاب

وظیفہ کم کرا دیا

ایک روز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نے شیرینی کی فرمائش کی۔ آپؓ نے جواب دیا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ بیوی نے عرض کیا اگر اجازت ہو تو میں روزمرہ کے خرچ سے کچھ دام بچا کر جمع کر لوں۔ آپؓ نے فرمایا کر لو۔ کچھ دن میں چند پیسے جمع ہو گئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیئے کہ شیرینی لا دو۔ آپؓ نے پیسے لے کر کہا!

"معلوم ہوتا ہے کہ یہ خرچ ضرورت سے زیادہ ہے، لہٰذا بیت المال کا حق ہے۔ چنانچہ وہ پیسے بیت المال میں جمع کرا دیئے اور اتنی مقدار میں وظیفہ بھی کم کر دیا۔"

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایمان افروز واقعات

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اتباعِ سنت

قسط نمبر: ۲

افادات: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ــــ مرتبہ: مولانا محمد اسلم ہارون آباد

دسواں واقعہ اسلام کی بدولت عزت

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس وقت شام تشریف لے جا رہے تھے راستہ میں ایک جگہ کچھ گارا پانی آگیا آپؓ اونٹ پر سے اترے موزے اتار کر شانہ پر رکھ لئے اور اس میں گھس کر اونٹ کی نکیل ہاتھ میں پکڑلی وہ ساتھ ساتھ تھا حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آپ نے یہ ایسی بات کی کہ شام والے تو اس کو بڑی ذلت کی چیز سمجھتے ہیں میرا دل نہیں چاہتا کہ اہل شہر آپ کو اس حالت پر دیکھیں آپؓ نے ان کے سینے پر ایک ہاتھ مارا اور ارشاد فرمایا ابو عبیدہؓ! تمہارے علاوہ کوئی دوسرا شخص ایسی بات کہتا تو میں عبرت انگیز سزا دیتا ہم لوگ ذلیل تھے اللہ جل شانہ نے اسلام کی بدولت عزت فرمائی پس اب جس چیز سے اللہ تعالیٰ نے عزت دی اس کے سوا جس چیز کے ساتھ عزت ڈھونڈیں گے تو اللہ جل شانہٗ ہم کو ذلیل کر دیں گے۔

گیارواں واقعہ حضرت عمرؓ کا حجر اسودؑ کو خطاب

حضرت اسلم فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حجر اسود کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: سن لے خدا کی قسم! میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ تو کسی کو نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع۔ اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا ہوتا کہ تجھے بوسہ دے رہے ہیں تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔ اس کے بعد اسے بوسہ دیا۔ پھر فرمایا کہ ہمیں رمل (طواف کے تین چکروں میں اکڑ کر چلنے) سے کیا واسطہ؟ یہ تو ہم لوگوں نے مشرکین کو دکھلانے کے لئے کیا تھا اور اللہ پاک نے مشرکین کو ہلاک کر دیا اس کے بعد فرمایا مگر یہ ایسی چیز ہے کہ جس کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے لہٰذا اس کے ترک کرنے کو ہم اچھا نہیں سمجھتے۔

ایک راوی فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ نے حجرِ اسود کے پاس کھڑے ہو کر کہا۔ میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ تو نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع۔ اس کے بعد آپؐ نے اس کو بوسہ دیا۔ آپؐ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حج کیا اور حجرِ اسود کے پاس کھڑے ہو کر کہا میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع۔ اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا ہوتا کہ تجھے بوسہ دیا ہے تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔

ف: شیخ دحلان نے اپنی کتاب فتوحات اسلامیہ میں نقل کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمرؓ بن خطاب کو ان کی خلافت کے زمانہ میں طواف کرتے ہوئے اس حالت میں دیکھا ہے کہ ان کے کرتے میں اکیس (۲۱) پیوند لگے ہوئے تھے جن میں سے بعض کپڑے کے بھی نہ تھے۔ (مجالس حکیم الامت)

بارہواں واقعہ حضرت عمرؓ کا اپنی بیوی کو مشک تولنے سے انکار

حضرت عمرؓ کی خدمت ایک مرتبہ بحرین سے مشک آیا۔ ارشاد فرمایا کہ کوئی اس کو تول کر مسلمانوں میں تقسیم کر دیتا۔ آپؓ کی اہلیہ حضرت عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا میں تول دوں گی۔ آپؓ نے سن کر سکوت فرمایا۔ تھوڑی دیر میں پھر یہی ارشاد فرمایا کہ کوئی اس کو تول دیتا تاکہ میں تقسیم کر دیتا۔ آپؓ کی اہلیہ نے پھر یہی عرض کیا۔ آپؓ نے سکوت فرمایا۔ تیسری دفعہ میں ارشاد فرمایا کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ تو اس کو اپنے ہاتھ سے ترازو کے پلڑے میں رکھے اور پھر ان ہاتھوں کو اپنے بدن پر پھیر لے اور اتنی مقدار کی زیادتی مجھے حاصل ہو۔ (ف) یہ کمالِ احتیاط تھی اور اپنے آپ کو محل تہمت سے بچانا۔ ورنہ جو بھی تولے گا اس کے ہاتھ کو تو لگے ہی گا اس لئے اس کے جواز میں کوئی تردد نہ تھا لیکن پھر بھی حضرت عمرؓ نے اپنی بیوی کے لئے اس کو گوارا نہ فرمایا۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ جن کو عمر ثانی بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے زمانہ میں ایک مرتبہ مشک تولا جا رہا تھا تو انہوں نے اپنی ناک بند فرمالی اور ارشاد فرمایا کہ مشک کا نفع تو خوشبو ہی سونگھنا ہے۔ (ف) یہ ہے احتیاط ان صحابہؓ اور تابعینؒ کی اور ہمارے بڑوں کی، پیشواؤں کی۔

تیرہواں واقعہ

امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ ایک تنگ گلی سے گذر رہے تھے کہ آپؓ کا پاؤں ایک فقیر کے پاؤں پر پڑ گیا۔ فقیر حضرت عمر فاروقؓ کو نہیں جانتا تھا اور یوں بھی دکھی آدمی دوست دشمن میں تمیز نہیں کرتا۔ اس نے غضبناک ہو کر کہا تو اندھا ہے کہ دیکھ کر نہیں چلتا۔

منصف مزاج امیر المومنینؓ نے نہایت عاجزی سے فرمایا کہ بھائی میں اندھا تو نہیں ہوں نادانستہ غلطی ضرور ہو گئی ہے۔ خدا کے لئے مجھے معاف کر دے۔ یہ الفاظ وہ شخص ایک فقیر کے سامنے کہہ رہا ہے جو لاکھوں مربع زمین کا حاکم تھا جس کی فوجوں نے قیصر و کسریٰ کے تخت الٹ دیئے تھے اور جس کے رعب اور دبدبہ سے شیروں کا پتہ پانی ہوتا تھا۔

فروتن بود ہوش مند گزیں۔

نہد شاخ پر میوہ سر بر زمین۔

چودہواں واقعہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک دن لاکھوں کروڑوں روپے آئے ان کی تقسیم کا مشورہ ہوا۔ اس وقت امت نئی ہوئی تھی۔ یہ مشورہ کرنے والے کسی ایک ہی قبیلہ یا ایک ہی طبقہ کے نہ تھے۔ بلکہ مختلف طبقوں اور قبیلوں کے لوگ تھے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے اعتبار سے بڑے اور خواص سمجھے جاتے تھے

انہوں نے مشورہ سے باہم طے کیا کہ تقسیم اس طرح ہو کر سب سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قبیلہ والوں کو دیا جائے اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبیلہ والوں کو دیا جائے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبیلہ والوں کو، اس طرح حضرت عمرؓ کے اقارب تیسرے نمبر پر آگئے جب یہ بات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے رکھی تو آپؓ نے اس مشورہ کو قبول نہیں کیا اور فرمایا کہ اس امت کو جو کچھ ملا اور مل رہا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اور آپؐ کے صدقے میں مل رہا ہے۔ اس لئے بس حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے تعلق کو معیار بنایا جائے جو نسب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہوں ان کو زیادہ دیا جائے پھر دوم۔ سوم چہارم نمبر پر ہوں ان کو اسی نمبر پر رکھا جائے۔ اس طرح سب سے زیادہ بنی ہاشم کو دیا جائے اس کے بعد بنی عبد مناف کو پھر قصی کی اولاد کو پھر کلاب کو پھر کعب کو پھر مرہ کی اولاد کو اس حساب سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قبیلہ بہت پیچھے پڑ جاتا تھا اور اس کا حصہ بہت کم ہو جاتا تھا مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی فیصلہ کیا اور مال کی تقسیم میں اپنے قبیلہ کو اتنا پیچھے ڈال دیا۔ (انصاف فی حدود الاختلاف ص۲)

حضرت عمرؓ نے شاہ ہرقل کی طرف ایلچی بھیجا تھا اس نے ایلچی سے کہا کہ اپنے خلیفہ کی صحیح تعریف کرو۔ ایلچی نے غضب کا جواب دیا کہا لا یَخدع ولا یُخدع ہرقل نے کہا اس سے خلیفہ کے دین اور عقل دونوں کا پتہ چلتا ہے اول جملہ سے دین کا اور دوسرے سے عقل کا جس میں دین اور عقل دونوں کامل ہوں ایسے شخص پر کوئی غالب نہیں آسکتا (کلمۃ الحق ص ۱۸)

حضرت عمرؓ جب خلیفہ ہوئے تو اپنے سب خاندانوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ پہلے تم عمرؓ کے خاندان کے کہلاتے تھے اب خلیفہ کے خاندان کے سمجھے جاؤ گے اس واسطے اگر اب تم نے کوئی غلطی کی تو اوروں سے دونی سزا دوں گا (کلمۃ الحق [illegible])

حضرت عمرؓ کے خوفِ خدا کا عجیب واقعہ

روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کوئی آیت قرآن مجید کی سنتے تو مارے خوف کے بے ہوش ہو کر گر پڑتے اور پھر چند روز ان کی عیادت ہوا کرتی۔

ایک روز آپؓ نے ایک تنکا زمین پر سے اٹھایا اور کہا کہ کیا خوب ہوتا جو میں یہ تنکا ہوتا کاش میں نسیاً منسیاً ہوتا کاش میری ماں مجھ کو نہ جنتی ؎

مرا اے کاش کہ مادر نمی زاد
وگر میزاد کس شیرم نمی داد

آپ کے منہ پر آنسوؤں کے دو کالے خط تھے اور فرماتے تھے کہ جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے وہ اپنا غصہ نہیں نکالتا اور جو کوئی اس سے تقویٰ کرتا ہے اپنی جی چاہتی بات نہیں کرتا اور اگر قیامت نہ ہوتی تو تم کچھ اور ہی ڈھنگ دیکھتے۔ اور جب آپؓ نے سورۃ کورت پڑھی اور اس آیت پر پہنچے وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ بے ہوش ہو کر گر پڑے اور ایک روز ایک شخص کے مکان کے پاس سے گذرے۔ وہ نماز پڑھ رہا تھا اور سورۃ طور پڑھتا تھا۔ آپ کھڑے ہو کر سننے لگے جب اس نے پڑھا اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَا لَهُ مِنْ دَافِعٍ تو اپنی سواری سے اترے اور ایک دیوار سے تکیہ لگا کر تھوڑی دیر ٹھہرے پھر مکان کو چلے آئے اور مہینہ بھر بیمار رہے۔ لوگ عیادت کو آتے رہے مگر کسی کو نہ معلوم تھا کہ آپؓ کو کیا مرض تھا۔

حضرت عمر فاروقؓ اور قیصر روم کے سفیر کا واقعہ

حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں ایک دفعہ قیصر روم نے اپنا سفیر آپ کی خدمت میں بھیجا۔ جب وہ مدینہ منورہ پہنچا تو اس نے لوگوں سے پوچھا کہ خلیفہ کا محل کہاں ہے تاکہ میں وہاں اپنا گھوڑا اور اسباب پہنچاؤں۔ لوگوں نے کہا کہ ہمارے خلیفہ کا کوئی محل نہیں ہے۔ گو ان کی حکومت کا ڈنکا ساری دنیا میں بج رہا ہے لیکن وہ خود درویشوں کی طرح معمولی جھونپڑی میں رہتے ہیں۔ اگر تجھے ان کا مقام دیکھنے کی آرزو ہے تو پہلے اپنے دل و دماغ کو ہر قسم کے وسوسوں اور جذبات سے پاک کر لے۔

سفیر نے جب اہل مدینہ سے اس قسم کی باتیں سنیں تو اس کے دل میں خلیفہ کے ملنے کا اشتیاق اور بھی بڑھ گیا چنانچہ اس نے گھوڑا اور اسباب وہیں چھوڑا اور خود حضرت عمر فاروقؓ کی تلاش میں سرگرداں ہو گیا۔ پھرتے پھرتے اس کا گذر ایک نخلستان کے پاس سے ہوا۔ اس سے خلیفہ کا پتہ پوچھا تو اس نے کہا کہ عمرؓ کھجور کے اس درخت کے نیچے یکہ و تنہا سو رہے ہیں۔ سفیر ادھر بڑھا جب اس کی نظر حضرت عمرؓ پر پڑی تو ان کی ہیبت سے اس کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ محبت اور ہیبت ایک دوسرے کی ضد ہیں لیکن اس نے محسوس کیا کہ یہ دونوں ضدیں اس کے دل میں جمع ہو گئی ہیں اس نے اپنے جی میں کہا کہ میں نے بہتیرے بادشاہ دیکھے اور ان کی صحبتوں میں رہا ہوں لیکن آج تک مجھے کسی بادشاہ سے خوف محسوس نہیں ہوا معلوم نہیں اس شخص حضرت عمرؓ کی ہیبت سے میرے اوسان کیوں خطا ہو گئے ہیں میں شیروں اور چیتوں سے بھرے ہوئے جنگلوں میں جی چکتا رہا ہوں لیکن میرے چہرے پر خوف کی زردی کبھی نہیں چھائی۔ میں نے بارہا جنگوں میں حصہ لیا ہے اور شیروں کی طرح لڑ کر دنیا پر اپنی شجاعت کا سکہ جما دیا ہے۔ حریف کو زخم بھی لگائے ہیں اور اس سے زخم کھائے بھی ہیں لیکن میرے دل نے کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی کمزوری نہیں دکھائی لیکن آج معلوم نہیں کیا بات ہے؟ کہ اس سوئے ہوئے نہتے آدمی کو دیکھ کر میرے جسم کی بوٹی بوٹی کپکپا رہی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حق کی ہیبت ہے۔ اس گدڑی پوش آدمی کی نہیں ہے ؎

ہر کہ ترسید از حق و تقویٰ گزید
ترسد ازوے جن و انس و ہر کہ دید

یعنی حق سے ڈر کر جس نے تقویٰ (پرہیزگاری) کی راہ اختیار کی اس سے جن و انس اور ہر شے ڈرتی ہے۔

وہ دل ہی دل میں ایسی باتیں کر رہا تھا کہ حضرت عمر فاروقؓ کی آنکھ کھل گئی۔ سفیر نے آگے بڑھ کر بڑے ادب سے آپ کو سلام کیا۔ آپ نے نہایت شفقت سے سلام کا جواب دیا۔ سفیر کو اپنے پاس بٹھا کر تسلی دی۔ اور دیر تک اس کے ساتھ معرفت کی باتیں کرتے رہے۔ سفیر آپؓ کے اخلاق حسنہ اور سادگی سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس کے دل سے کفر و شرک کا زنگ یکسر دور ہو گیا۔ اور وہ مشرف باسلام ہو گیا۔

حضرت عمرؓ کی نرم دلی کا حیرت انگیز واقعہ

حضرت عمرؓ رات کو پہرہ دے رہے ہیں کہ ایک گھر سے بچے کے رونے کی آواز آئی پہرے دار نے کہا مائی بچے کو سلا دے مائی نے کہا جی ہاں چوکیدار صاحب دوسری مرتبہ بھی یہی جواب ملا تیسری مرتبہ پہرے دار نے کہا تو مائی نے ناراض ہو کر جواب دیا اے پہرے دار پھر غصے سے بات نہ کرنا قیامت کا دن ہو گا نیزے کے برابر سورج ہو گا رب قہار کا دربار ہو گا خلیفہ عمر

بن الخطاب کے گلے میں کپڑا ڈال کر خدا کے سامنے پیش کروں گی حضرت عمرؓ کانپ گئے اور اسی وقت اسلم خادم کے دروازے پر تشریف لائے کنڈا کھٹکھٹایا اندر سے آواز آئی من دق الباب؟ جواب دیا انا عمر بن الخطاب فرمایا چابیاں بیت المال کی لاؤ چابیاں لائی گئیں اور آپؓ نے بیت المال کی راہ لی دروازہ کھولا آٹے کی بوری اٹھانا چاہی اٹھانے میں تکلیف ہوئی تو اسلم نے عرض کیا یا حضرت میں اٹھالوں ارشاد فرمایا قیامت کے دن مولائے کائنات کے سامنے میں جواب دہ ہوں گا یا تو ہوگا آخر بوری اٹھاکر یتیموں کے دروازے پر پہنچے دروازہ کھلوایا کھانا تیار فرمایا بچوں کو کھلایا یتیموں کی والدہ برقعہ اوڑھ کر قریب آئی اور عرض کیا کہ لوگ بے وقوف ہیں خلافت عمرؓ کے حوالے کردی حالانکہ خلافت کے لائق تو آپ تھے فرمایا اماں! جو تیرے گھر میں تیرے یتیموں کی خدمت کر رہا ہے خطاب کا بیٹا ہی ہے خدارا قیامت کے دن مجھے شرمسار نہ کرنا مائی صاحبہ دعائیں دیتی ہوئی واپس جانے لگی اور حضرت عمرؓ اس کے لڑکوں کو دیکھتے رہے تھوڑی دیر کے بعد فارغ ہو کر باہر تشریف لائے خادم نے عرض کیا کہ یا حضرت روٹی اور سالن کا تیار کرنا یتیموں کو کھلانا سمجھ میں آگیا لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ آپ بچوں کو دیکھ کیوں رہے تھے فرمایا جس وقت میں نے گھر کے اندر قدم رکھا تھا تو بچوں کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے میں نے وعدہ کر لیا کہ جب تک بچوں کے چہروں پر مسکراہٹ نہ دیکھوں گا قدم باہر نہیں رکھوں گا۔ حضرات غور کا مقام ہے کہ جو عمرؓ امت کے یتیموں کو رونا برداشت نہیں کر سکتا وہ مصطفیٰ کریم کی یتیم بچی سے فدک چھین کر کیسے رلا سکتا ہے

یاد رہے باغ فدک حضرت علیؓ نے بھی اپنی اولاد میں تقسیم نہیں کیا، بیت المال میں ہی آمدنی جاتی رہی کیونکہ حدیث ہم انبیاء کسی کو وارث نہیں بناتے جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ و وقف (بخاری) باغ فدک کا اگر الزام عمرؓ پر ہے تو یہی سوال حضرت علیؓ سے بھی ہو سکتا ہے۔

حقوق العباد کے دو حیرت انگیز واقعات

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فکر آخرت کا ایک واقعہ بھی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک روز آپؓ راستہ میں گزر رہے تھے کہ ایک شخص پر نظر پڑی جو سر راہ ایک عورت سے باتیں کر رہا تھا آپؓ نے دیکھ کر کہ یہ غیر عورت سے باتیں کر رہا ہے، اس کے ایک درہ مار دیا۔ اس نے کہا حضرت یہ تو میری بیوی ہے اس سے باتیں کرنے پر آپ نے مجھے کیوں سزا دی؟ آپؓ نے فرمایا تمہاری بیوی بجا ہے۔ مگر تم راستہ میں کھڑے ہو کر کیوں باتیں کر رہے ہو؟ جس سے مسلمان تمہاری طرف سے بدگمانی میں مبتلا ہو کر غیبت کریں گے۔ اس نے کہا کہ ہم دونوں باہر سے آئے ہیں اور ابھی ابھی شہر میں داخل ہوئے ہیں اور مشورہ کر رہے ہیں کہ کہاں قیام کریں۔

یہ سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اس کے جو درہ مارا تھا اس پر وہ پشیمان ہوئے اور آخرت کے بدلے سے بچنے کے لئے اس سے کہا۔ اچھا تم اپنا بدلہ لے لو۔ اس نے کہا کہ میں نے معاف کیا۔ یہاں تک کہ آپؓ نے اس سے بدلہ لینے پر اصرار کیا۔ اس نے پھر کہا کہ میں نے معاف کیا یہاں تک کہ جب تین بار اس نے معاف کر دیا تب آپؓ کا دل مطمئن ہوا اور آپؓ نے اسے جزاک اللہ کی دعا دی۔ (سیرت خلفاء راشدین)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت کا یہ واقعہ بھی ہے کہ آپؓ ایک مرتبہ رات کو بیت المال میں بیٹھے کوئی خلافت کا کام انجام دے رہے تھے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف لے آئے اور فرمایا کہ مجھے آپ سے کچھ بات کرنا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ کیا آپ کو کچھ خلافت کے کام سے متعلق گفتگو کرنا ہے یا اپنے ذاتی معاملے میں گفتگو کرنا ہے انہوں نے فرمایا مجھے اپنے ذاتی معاملے میں گفتگو کرنا ہے اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا بس تو چلو کسی اور جگہ بات کریں گے۔ کیونکہ بیت المال کی روشنی میں بیٹھ کر ذاتی کام کرنا درست نہیں ہے۔

فتح بیت المقدس کا حیرت انگیز واقعہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس شام سے لشکر اسلام نے ایک عرضداشت بھیجی تھی کہ بیت المقدس فتح نہیں ہوتا اور وہاں کا پادری کہتا ہے کہ فاتح بیت المقدس کا حلیہ ہماری کتاب میں موجود ہے تم اپنے خلیفہ کو بلاؤ ہم دیکھ لیں گے اگر ان کا وہ حلیہ ہوا جو اس کتاب میں موجود ہے تو ہم بدوں لڑائی کے قلعہ کھول دیں گے۔ ورنہ تم قیامت تک فتح نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ امیر المومنین یہاں تشریف لے آویں شاید قلعہ بدوں لڑائی کے فتح ہو جائے امیر المومنین نے اس درخواست پر سفر کا ارادہ فرمایا۔ اب غور فرمایئے کہ یہ ایک ایسے شخص کا دورہ تھا جس کے نام سے کسریٰ و ہرقل کبھی تھراتے تھے مگر حالت یہ تھی کہ جس قمیص میں آپ نے سفر کیا ہے اس میں چند در چند پیوند تھے اور سواری کے لئے صرف ایک اونٹ تھا اس سے زیادہ کچھ نہ تھا جس پر کبھی آپ سوار ہوتے کبھی آپ کا غلام۔ جب آپ اس شان سے شام کے قریب پہنچے تو لشکر اسلام نے استقبال کرنا چاہا۔ آپ نے ممانعت کر دی خاص خاص حضرات نے آپ کا استقبال کیا۔ اس وقت بعض صحابہؓ نے کہا کہ امیر المومنین اس وقت آپ دشمن کے ملک میں ہیں اور وہ لوگ آپ کو دیکھیں گے اس لئے مناسب ہے کہ اپنا یہ قمیص اتار کر دوسرا قمیص عمدہ سا پہن لیجئے۔ اور اونٹ کی سواری چھوڑ کر گھوڑے پر سوار ہو جایئے تاکہ ان کی نظر میں عزت ہو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا نحن قوم اعزنا اللہ بالاسلام۔ کہ ہم وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے اسلام سے عزت دی ہے۔ ہماری عزت تمہارے لباس سے نہیں ہے بلکہ خدا کی اطاعت سے عزت ہے مگر صحابہؓ کے اصرار سے ان کا دل خوش کرنے کے لئے درخواست منظور کر لی۔ چنانچہ ایک عمدہ قمیص لایا گیا جس کو پہن کر آپ گھوڑے پر سوار ہوئے دو چار ہی قدم چلے تھے کہ فوراً گھوڑے سے اتر پڑے اور فرمایا کہ میرے دوستو! تم نے تو اپنے بھائی عمرؓ کو ہلاک ہی کرنا چاہا تھا۔ واللہ میں دیکھتا ہوں کہ اس لباس اور اس سواری سے میرا دل بگڑنے لگا ہے تم میرا وہی پیوند لگا قمیص اور اونٹ لے آؤ۔ میں اسی لباس میں اپنے اونٹ پر سوار ہو کر چلوں گا۔

جب فارس کی سلطنت پر قبضہ ہوا حضرت عمرؓ نے مال غنیمت کی چیزوں کو دیکھا یہ دعا کی کہ اے اللہ یہ تو ہم نہیں عرض کرتے کہ آپ ان چیزوں کی محبت ہمارے دلوں سے نکال دیجئے کیونکہ آپ کا ارشاد ہے۔ زین للناس حب الشہوات من النساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ من الذہب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام والحرث۔ جب آپ نے خود ان چیزوں کی محبت کو ہمارے قلوب میں مزین فرما دیا ہے تو اس کے زائل ہونے کی دعا کرنا تو گستاخی ہے لیکن یہ عرض ہے کہ ان چیزوں کی محبت کو آپ اپنی محبت کی معین بنا دیجئے۔ سبحان اللہ! کیا اچھی دعا فرمائی اور کیا حقیقت کو سمجھا۔ زُیّن۔ کی دو مختلف تفسیریں ہیں اور وہ

باقی صفحہ ۲۹ پر

دل کی اصلاح بہت ضروری ہے

بجناب محمد شفیع عمرالدین میر پور خاص

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

قد افلح من تزکّٰی ۝ وذکر اسم ربہٖ فصلّٰی ۝

(الاعلیٰ آیت ۱۴، ۱۵)

ترجمہ: بیشک وہ کامیاب ہوگیا جو پاک ہوگیا۔ اور اپنے رب کا نام یاد کیا پھر نماز پڑھی۔

ف: (بیشک وہ کامیاب ہوگیا جو پاک ہوگیا) یعنی باطن کو شرک سے پاک ظاہر کو نجاست سے دل کو یاد الٰہی کی غفلت سے، ضمیر انسانی کو عیوب سے اور اعضائے انسانی کو گناہوں کے میل سے کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور نماز پڑھ کر اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کر کے پاک کر لیا وہ کامیاب ہوگیا۔

(شجرہ و اذکار نقشبندیہ)

حضرت سیدنا و مولٰینا و مرشدنا عزیزان علی رامیتنی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ:

(طہارت دل یوں کریں) کہ اسے ناپسندیدہ صفات، بد باطنی، خیانت، فریب، کینہ، مکر، بغض، عداوت اور محبت دنیا سے پاک رکھنا چاہیئے۔ بندہ کا ظاہر جو منظر خلق ہے جب تک وہ پاک نہ ہو تب تک اس کی نماز و طاعت قبول نہیں ہوگی) پس دل جو منظر خالق جل شانہٗ ہے جب وہ پاک نہ ہو تب تک محبت و عشق الٰہی کی دولت سے مشرف نہیں ہوتا لہٰذا ہر وقت غیر اللہ سے ہٹا کر دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رکھیں۔

(رسالہ محبوب العارفین صہ ۲)

حضرت امام غزالی قدس سرہٗ ہدایت فرماتے ہیں کہ:

"دل بادشاہ ہے، باقی سب اعضاء اس کے تابع ہیں اگر بادشاہ خوش ہوگا تو رعیت بھی خوش ہوگی (لہٰذا) تم پر لازم ہے کہ اپنے دل کو نگاہ میں رکھو اور اس کی اصلاح کرو۔ دل کو نگاہ میں رکھنا دوسرے اعضاء کی نسبت بہت مشکل ہے اس کو نگاہ میں رکھنا بہت باریک اور سخت دشوار ہے۔

(منہاج السالکین)

حضرت شیخ التفسیر مولٰینا احمد علی لاہوری قدس سرہٗ فرح اسماء اللہ الحسنٰی رسالے میں تحریر فرماتے ہیں:

البصیرُ (دیکھنے والا)

بصیر وہ ذات پاک ہے جو زمین و آسمان میں اور ان کے درمیان جو چیز ہے ہر ایک کے ذرہ ذرہ کا مشاہدہ کر رہی ہے۔ گہرے سمندر کی تہہ میں جو چیز ہو یا سر بفلک پہاڑ کی جڑ میں جو چیز پوشیدہ ہو اس کی نظر کے سامنے موجود ہے۔

عبرت

انسان کا فرض ہے کہ اپنے دل کے شیشہ کو ہر عیب سے پاک رکھے۔

اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی حق تلفی، آبرو ریزی، دل آزاری کا خیال تک دل میں نہ لائے ہر وقت اس تصور کو پکا کرے کہ میرے دل پر ہر وقت، ہر گھڑی اس مولیٰ کی نگاہ پڑ رہی ہے میں اپنے دل کا کوئی راز اس سے چھپا نہیں سکتا۔ اس تصور کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ آدمی گناہوں سے پرہیز کرتا ہوا ان شاء اللہ بالکل پاک ہو جائے گا۔ وما ذٰلک علی اللہ بعزیز۔ (ختم)

لہٰذا دل کی اصلاح نہایت ضروری ہے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

ترجمہ: جان لو بیشک بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ سنورا تو سب بدن سنورا۔ اور جب وہ بگڑا تو سارا بدن بگڑا۔ یاد رکھو وہ ٹکڑا قلب ہے۔

(مشارق الانوار، بحوالہ بخاری و مسلم)

لہٰذا قلب کی حفاظت نہایت ہی ضروری ہے اور سب گناہوں، برائیوں اور غیر شرعی باتوں سے بچنا ضروری ہے جو قلب کا زنگ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ترجمہ: ہرگز نہیں بلکہ ان کے برے کاموں سے ان کے دلوں پر زنگ لگ گیا ہے۔

(المطففین، آیت ۱۴)

حدیث شریف میں ہے کہ:

بندہ جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک نقطہ پڑ جاتا ہے۔ اگر وہ توبہ کر لیتا ہے تو وہ نقطہ مٹ جاتا ہے ورنہ یوں تو وہ گناہ کرتا جائیگا وہ نقطہ پھیلتا جائے گا اور سارا قلب بالکل سیاہ ہو جائے گا۔

(تفسیر ابن کثیر)

لہٰذا توبہ، استغفار اور دوسرے ذکر و اذکار بکثرت کر کے اس قلبی مرض کا علاج کرنا چاہیئے اور قلب سے گناہوں کی سیاہی کو دور کرنا چاہیئے:

حدیث شریف میں ہے کہ:

لکل شیء شفاء و شفاء القلوب ذکر اللہ۔ (کنوز الحقائق)

ترجمہ: ہر چیز کے لیے شفا کی چیز ہوتی ہے اور دلوں کو شفا ذکر اللہ سے ہوتی ہے۔

حضرت عطارؒ فرماتے ہیں۔

یاد حق آمد غذا ایں روح را

مرہم آمد ایں دل مجروح را

یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر اس روح کی غذا ہے اور زخمی دل کیلئے ذکر مرہم ہے۔

قرب الٰہی ذکر کی برکت سے حاصل ہوتا ہے: قلبی ذکر روزانہ

باقی صہ ۲۶ پر

شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے اوصاف و کمالات

از: محمد ندیم طاہر۔ رحیم یار خان

شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنی ہر میدان میں اپنا ایک ممتاز، بلند اور نمایاں ہی مقام رکھتے تھے سیاست کا میدان پرخار ہو یا علم و حکمت کا پربہار گلزار ہو، عزیمت و جہاد کی سنگلاخ وادیاں ہوں یا تصوف و سلوک کی پرپیچ و نازک شاہراہیں ہوں وہ ہر ایک ایک شاہراہ پر یکساں تگ و تاز کے مالک تھے۔ ہر ایک راہ میں وہ رہرو ہی نہیں رہبر بھی تھے۔

حضرت شیخ نے علمی و عملی دونوں طرح کی ترقیاں کیں دوست دشمن چھوٹے بڑے ہندو مسلم ہر ایک کی نگاہ میں آپ کا بلند مقام تھا لوگ آپ کی خدمت کرنا باعث برکت سمجھتے تھے اور اس کے لئے موقع کی تلاش میں رہتے مگر مولانا میں اس قدر انکساری تھی نہ اپنی تعریف سننا پسند کرتے اور نہ دوسروں سے خدمت کرانا چاہتے انکسار نفسی کا یہ عالم تھا کہ اگر مصافحہ کے بارے میں یہ محسوس کرتے کہ مصافحہ کرنے والا ہاتھ کو بوسہ دینے والا ہے تو ہاتھ تیزی سے کھینچ لیتے آپ جب لوگوں کو کھڑا دیکھتے تو مجلس میں نہ آتے جب تک لوگ بیٹھ نہ جاتے آپ فرماتے حدیث کو یاد کرو۔

مہمان نوازی

وسعت ظرف فیاضی اور مہمان نوازی مولانا کی خاص صفات تھیں جنگ عظیم کے بعد کا زمانہ تھا مہنگائی بہت تھی مولانا کی آمدنی تھوڑی تھی مگر مولانا کے یہاں درجنوں مہمان اکثر و بیشتر رہا ہی کرتے تھے مشہور کمیونسٹ لیڈر ڈاکٹر اشرف کا بیان ہے کہ مجھے دیوبند جانے کا اتفاق ہوا مولانا نے مجھ جیسے شخص کو باصرار اپنے مکان میں ٹھہرایا، مولانا کی رہائش پر پہنچا تو دیکھا کہ ۱۰ مہمانوں کا ناشتہ پہلے سے موجود ہے۔

ایک رات میں سیر کرنے کے بعد آ کر سویا ابھی غنودگی کی کیفیت طاری ہوئی تھی کہ مولانا چپکے سے کمرے میں داخل ہوئے اور میرے پاؤں دبانا شروع کر دیئے میں فوراً جاگ گیا روکنے پر حضرت مدنی نے حسرت سے فرمایا آپ مجھے اس ثواب سے کیوں محروم کرتے ہیں۔ اللہ اللہ کیا شان ہے مہمان نوازی کی۔

خدمتِ خلق

مولانا مدنی خود تکلیف اٹھا لیتے مگر دوسروں کو تکلیف دینا یا تکلیف میں دیکھنا پسند نہ کرتے مولانا جب کسی کو بیمار یا پریشان دیکھتے تو خود پریشان ہو جاتے، ایک دفعہ ایک صاحب لکھنؤ سے ریل میں سفر کر رہے تھے۔ طبیعت خراب تھی درد سے جسم ٹوٹ رہا تھا، چادر اوڑھ کر لیٹ گئے، اتفاق سے مولانا بریلی سے اسی ڈبے میں سوار ہوئے اس شخص کو کراہتا ہوا دیکھ کر اس کی کمر اور پاؤں دبانا شروع کر دیئے۔ اس نے سر اٹھایا تو دیکھا حضرت شیخ مدنی ہیں فوراً جھڑک کر اٹھ کھڑا ہوا اور معذرت کی مولانا نے اسے مجبور کر کے لٹا دیا اور دم پورے تک برابر اس کا جسم دباتے رہے۔

ایک بار مولانا گاڑی میں سفر کر رہے تھے ڈبے میں ایک ہندو بہادر بھی تھا۔ وہ رفع حاجت کے لئے گیا اور الٹے پاؤں بادل ناخواستہ واپس ہوا۔ حضرت مولانا مدنی سمجھ گئے فوراً چند سگریٹ کے ٹوٹے ہوئے ڈبے اور پانی کا لوٹا لے کر بیت الخلاء میں گئے اور اچھی طرح صاف کر دیا اور ہندو دوست سے فرمانے لگے کہ جائیے پاخانہ تو بالکل صاف ہے شاید آپ کو رات کی وجہ سے صحیح اندازہ نہیں ہو سکا۔ نوجوان نے کہا کہ مولانا! میں نے دیکھا ہے پاخانہ بالکل بھرا ہوا ہے قصہ مختصر وہ اٹھا اور جا کر دیکھا تو پاخانہ بالکل صاف تھا۔ بہت متاثر ہوا اور بھرپور عقیدت کے ساتھ عرض کرنے لگا یہ حضور کی بندہ نوازی ہے جو سمجھ سے بالاتر ہے۔

قناعت و استغناء

مولانا کے پاس مال آتا تو بہت جلد مسکینوں اور غریبوں کے پاس پہنچ جاتا۔ مولانا کی زندگی میں کبھی اتنا مال جمع نہ ہوا کہ اس پر زکوٰۃ فرض ہو، مولانا دارالعلوم دیوبند کی طرفوں سے خدمت کرتے تھے ۳۲ سال کی طویل مدت دارالعلوم دیوبند کی خدمت میں گزاری مگر ان دنوں کے علاوہ جتنے میں پڑھاتے بقیہ ایام کی تنخواہ نہ لیتے۔ مدرسہ ہی کے سلسلہ میں کہیں آنا جانا ہوتا مگر پھر بھی ان دنوں کی تنخواہ نہ لیتے۔

ایفائے عہد

حضرت مدنی ایفائے عہد کے سلسلہ میں نہ تو کبھی موسمی تغیرات کی پرواہ کرتے اور نہ جسمانی تکلیف کی خواہ وہ کس قدر شدید ہی کیوں نہ ہو ایک بار وعدہ فرما لینے کے بعد حضرت مولانا مدنی ہر حال میں اسے پورا فرماتے۔

ایک دفعہ حضرت کو بجنور میں کسی جلسہ میں شرکت کے لیے تشریف لے جانا تھا روانگی کے وقت موسلا دھار بارش ہو رہی تھی، سامنے کی چیز تک صحیح طور پر نظر نہیں آ رہی تھی گاڑی آنے میں تھوڑا ہی وقت رہ گیا تھا مولانا قاری الحاج اصغر علی صاحب نے فرمایا تانگہ منگوائیے بارش بہت زیادہ ہو رہی ہے ایسی حالت میں اسٹیشن تک پہنچنا دشوار ہے بذریعہ تار

اطلاع دی جاسکے۔ مگر بارش کی شدت سے روانگی نہ ہو سکی، ناگہاں ... کے ساتھ فرمایا میری وجہ سے وہاں جو لوگ ہوں گے ان کو سخت تکلیف ہوگی چنانچہ آپ پیدل ہی ... سے گئے جو کافی فاصلہ پر تھا۔

ایک ایمان افروز واقعہ!

ایک دفعہ آپ آزادی کی تحریکوں میں حصہ لینے کی وجہ سے مراد آباد کی جیل میں پابند سلاسل تھے حضرت شیخ الاسلام کے اکثر پارسل اور پان وغیرہ عموماً آتے رہتے تھے۔ لیکن سی آئی ڈی کی رپورٹیں برابر حکام بالا کو پہنچ رہی تھیں، جس پر جیلر کیدارناتھ دیزی کو تنبیہ ہو چکی تھی۔ ایک دن پانوں کا پارسل آیا جس کا علم صرف بزجی کے سوا کسی کو نہ تھا۔ موصوف نے وہ پارسل روک لیا۔

تھوڑے عرصہ بعد بارکوں کے راؤنڈ پر جیلر گیا اس وقت مولانا مدنی کے ساتھ حافظ محمد ابراہیم اور دیگر حضرات بھی تھے۔ جیسے ہی جناب بزجی سامنے آئے فرمایا کیوں صاحب آپ نے میرے پانوں کا پارسل کیوں روک لیا خیر کوئی حرج نہیں آج اس میں سے صرف چھ پان دیدو۔ حضرت نے اس میں سے صرف چھ عدد پان لئے اور بقیہ واپس فرما دیئے۔ اور پھر فرمایا کہ یہ پرسوں جو پارسل آئے گا اس کو روکنے کی ضرورت نہیں۔ میرے دن حسب معمول پانوں کا پارسل آیا اب موصوف کو یقین ہو گیا کہ یہ کوئی معمولی آدمی نہیں بلکہ کوئی بڑے بزرگ معلوم ہوتے ہیں۔ مولانا سے عقیدت ہو گئی پھر کوئی پارسل نہ روکا۔

اسی دوران میں حضرت کے نام ایک خط آیا جس پر سنسر کی مہر لگی ہوئی تھی۔ موصوف نے یہ سوچ کر کہ سنسر شدہ خط ہے حضرت کو دیدیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد انسپکٹر جیل معائنہ جات بلا اطلاع آن پہنچے اور دریافت کیا کہ مولانا مدنی کے نام اس صورت کا کوئی خط آیا تھا وہ کہاں ہے۔ جناب بزجی نے کہا جی ہاں، اس پر سنسر کی مہر لگی ہوئی تھی اس لئے

باقی صفحہ ۲۶ پر

بابری مسجد کی پکار

از محمد یوسف آسی، نواں جنڈانوالہ

بیت اللہ شریف کی ... بابری مسجد اپنے پورے وجود پر لگے زخموں کو اپنے پاکیزہ اشکوں سے دھو رہی ہے۔ جن میناروں پر توحید کا نام بلند ہوا کرتا تھا وہاں سے گھنٹیوں کی ... آوازیں سنائی دے رہی ہیں، ملت اسلامیہ ... یہ سب دیکھ کر بھی کیوں سو رہی ہے اس کے گنبد پوچھتے ہیں کہ اس قدیم مسجد کی حرمت کا تحفظ کیا صرف ہندوستانی مسلمانوں ہی پر فرض ہے، کیا دنیا کے دوسرے مسلمانوں کو میرے اپنے وجود پر سجدہ کرنے سے منع کر رکھا ہے؟

ہندوؤں کی ایک متشدد متعصب پسند تنظیم جب اپنی جماعت کو کوئی فلاح و بہبود پر مبنی دستور نہ دے سکی تو کرسی اقتدار تک پہنچنے کے لیے مذہبی تعصب کا زہر گھول کر ایک نئی شرارت کو پروان چڑھایا کہ بابری مسجد سے پہلے یہاں رام جنم بھومی تھی اس مندر کو ڈھا کر بابری مسجد بنائی گئی تھی حالانکہ ہندوستان کی قدیم تواریخ کے شواہد بھی اسے جھوٹا قرار دیتے ہیں۔ اور ایک طویل عرصہ سے بابری مسجد کا مقدمہ بھی ہندوستان کی عدالتوں میں زیر سماعت ہے۔ پھر خود ہندو قوم اپنے ہی ملک کا قانون ہاتھ میں لے کر بابری مسجد کو شہید کرنے کے درپے کیوں ...... ہے۔ یہ صرف کرسی اقتدار تک پہنچنے کے لیے سب ناجائز جتن کیے جا رہے ہیں یہ اور وہ تشدد پسند تنظیم اس جھگڑے کو ہوا دے کر ایک صوبہ کی حکومت بھی کنٹرول کر چکی ہے لیکن اس تمام عریاں ظلم پر ہندوستان کی حکومت کا خاموش تماشائی بلکہ طرفداروں کی پذیرائی کیوں

... ہے اس لیے کہ کشمیری مسلمانوں پر بھارتی حکومت نے جو طویل مدت سے ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھا رکھے ہیں جن سے تنگ آمد بجنگ آمد کشمیری مسلمان آزادی کا جوش و خروش لے کر میدان عمل میں آ گئے ہیں اور کشمیری مسلمانوں کے قدیم و گہرے زخموں پر دنیائے عالم کی نظریں پڑ چکی ہیں۔ اس توجہ کو ہٹانے دبانے بھلانے کے لیے ہندوستانی حکومت حسب روایت اپنے ہی ملکی قانون کو ہاتھوں میں لے کر روندنے پر بھی خاموش ہے، حالانکہ شرافت سے پردہ اس شرارت کا سب آنکھوں کئی بار چاک ہو چکا ہے۔ مگر قدیم بنیا منافع خوری کی لالچ کا اتنا گرویدہ ہے کہ چاہے حقیقت انہیں ڈرائے یا شرمندہ کرے انہیں کوئی پرواہ نہیں، لیکن ان کو سوچنا چاہیے کہ ناجائز کاروبار میں بعض دفعہ منافع کے لالچ میں ہڈی بھی گلے میں پھنس جایا کرتی ہے اور یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ بابری مسجد کو شہید کرنے کی گستاخی سے ہندوستان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ اللہ کریم کی ذات عادل کو کسی بھی ناحق ظلم پر تادیر کھڑا رہنا پسند نہیں پھر اس کے حال دربار کی بے حرمتی کیا اس کے جلال و قہر کو آواز دینا نہیں ہے۔ ہندوؤں کو اس ناحق ظلم سے فوری باز آ جانا چاہیے کہ وہ مسلمانوں کے مقدس مقام کی بے حرمتی کر کے ان کے ایمان و ضمیر کو چیلنج کرے ورنہ غیور مسلمانوں کے طوفانی جذبات کے سامنے جھپک میں ہی صدارت و وزارت کی کرسیاں جدی پشتی تخت و تاج بھی الٹ جایا کرتے ہیں۔

تاریخ کو جھلا دینے والوں کو زمانہ بہت سخت سزائیں دیتا ہے۔ کیا ہندو قوم وہ عبرتناک واقعہ بھول گئی جب راجہ داہر نے ایک قافلہ حجاج کو لوٹ کر پابند سلاسل کر دیا تھا ایک مسلمان مظلوم بیٹی کی درد بھری چیخ مسلمان حکمران کے کانوں تک پہنچی تو اس کی نیند اڑ گئی اور عرب سے ہزاروں میل کی دشوار گزار مسافت طے کر کے محمد بن قاسمؒ مسلم بیٹی کی فریادرسی کے لیے سندھ آ پہنچا اور راجہ داہر اور اس کے ظلم و ستم کا سدباب کیا۔ بابری مسجد کی آہ تو بیت اللہ شریف کی بیٹی کی چیخ ہے جو ملت اسلامیہ کا قابل صد احترام والا کرام کعبہ ہے۔ کیا بابری مسجد پر ناحق ظلم ہو گزرنا ملت اسلامیہ گوارا کرے گی! ہرگز نہیں ہندوؤں کو چاہیے کہ وہ راکھ میں دبی چنگاریوں کو اپنے ظلم و ستم سے نہ بھڑکائیں ورنہ اس آگ کے سمندر میں وہ خود جل کر بھسم ہو جائے گا جس کا ان کو وہم و گمان بھی نہیں ہے۔

پورے عالم اسلام کے حکمرانوں سے میری دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ سب اپنے وسائل کو بروئے کار لا کر بابری مسجد کے تحفظ کا مکمل انتظام کریں۔ جس طرح بابری مسجد اور دوسری مساجد کے تحفظ کا انتظام ہندوستانی مسلمانوں پر فرض ہے اسی طرح پورے عالم کے مسلمانوں پر بھی فرض ہے۔ اگر بابری مسجد کو ظالم ہاتھوں نے شہید کر دیا تو اس کا عملی پر ان ظالموں کے ساتھ خاموش تماشائیوں کا بھی دھڑن تختہ ہو جائے گا۔ اپنی حکومت پاکستان سے میری التجا ہے کہ ایک ہمسایہ ملک ہونے کی وساطت سے بابری مسجد، ہندوستانی اور کشمیری مسلمان بھائیوں کی پورے عالم میں ان کے حقوق کی ترجمانی کرنے سرخرو ہو۔ اگر بابری مسجد کی حرمت کا تحفظ اور مظلوم مسلمانوں کے حقوق سے پہلو تہی یا خاموشی اختیار کر کے ممالک اسلامیہ کے حکمرانوں نے ان مظلوموں کو انصاف سے کر نہ دیا بلکہ خاموش تماشائی بنے رہے تو ملت اسلامیہ کا

باقی صفحہ ۲۹ پر

بچوں کا کالم

تعارف

واہ رے بانکی چال تیرے کیا کہنے!

قسط نمبر۲

از اشتیاق احمد

گزشتہ ہفتے ہم نے جس بچے کے چند واقعات آپ کو بتائے تھے، اس کا نام آپ سے پوچھا تھا..... جو نہیں جانتے ..... وہ سن لیں ...... اس کا نام مرزا غلام قادیانی تھا۔

مرزا غلام قادیانی کو دورے بھی پڑتے تھے ان دوروں سے بچنے کے لیے وہ گرمی سردی گرم کپڑے پہنا کرتا تھا۔ گرم کپڑوں سے گرمی بھی لگتی تھی اور تکلیف بھی ہوتی تھی، لیکن ایک بار جو گرم کپڑے پہننے شروع کیے، پھر ہمیشہ گرم کپڑے ہی پہنتا رہا۔

ایک بار کوئی شخص اس کے لیے جوتے لایا، اس نے جوتے پہن لیے لیکن ان کے دائیں بائیں پیر کا پتہ نہ چلا، کئی بار الٹے جوتے پہن لیے، پھر تکلیف ہوئی تو پتہ چلا الٹے پہن لیے ہیں۔ مرزا کی بیوی نے آخر شناخت کے لیے جوتوں پر نشان لگا دیے کہ یہ دایاں ہے اور یہ بایاں ہے۔ مگر نشان کے باوجود مرزا غلام قادیانی جوتے الٹے ہی پہن لیتا تھا۔ آخر تنگ آکر وہ جوتے پہننا چھوڑ دیے۔

○

ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی کے لیے انگریزی قمیض لے کر آیا۔ اس نے پہن لی، لیکن اس کی آستین کے بٹن اس سے نہیں لگتے تھے۔ لہٰذا آستین جانوروں کے کانوں کی طرح لٹکتی رہتی تھیں۔ بٹنوں کو کھولنا اور بند کرنا اس کے لیے ایک مشکل کام تھا۔

○

کسی شخص نے مرزا غلام قادیانی کو ایک گھڑی تحفے میں دی وہ اسے رومال میں باندھ کر جیب میں رکھتا تھا زنجیر نہیں لگاتا تھا، جب وقت دیکھتا تو گھڑی کو جیب سے نکالتا، رومال اس پر سے ہٹاتا، پھر ایک ہندسے سے دوسرے ہندسے تک گن کر وقت کا پتہ چلاتا تھا اور ہندسوں پر انگلی رکھ رکھ کر گنتا تھا ..... مطلب یہ کہ گھڑی دیکھ کر وقت دیکھنا نہیں آتا تھا۔

○

مرزا غلام قادیانی کو کچہری کسی کام کے سلسلے میں جانا تھا باہر اس کے دو ساتھی انتظار کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک کے پاس مرزا کی چھڑی بھی تھی۔ آخر مرزا جب باہر نکلا تو ایک ساتھی نے چھڑی اس کی طرف بڑھا دی۔ مرزا نے چھڑی ہاتھ میں لے لی اور بولا۔

یہ کس کی چھڑی ہے!

حضور! آپ کی ہی ہے۔

اچھا! میں سمجھا کہ میری نہیں ہے۔

مزے کی بات یہ کہ وہ چھڑی ایک مدت سے مرزا کے پاس تھی۔

○

ایک دن ایک شخص مرزا کی تلاش میں آیا، کسی نے اسے بتایا کہ مسجد میں ہوں گے۔ وہ شخص مسجد میں پہنچا، مرزا وہاں نہیں تھا، ادھر ادھر دیکھا..... لیکن کہیں نظر نہ آیا، واپس گھر گیا، بتایا کہ مسجد میں نہیں ملے گھر سے کسی نے بتایا کہ مسجد کی پیش ہوئی صفوں میں دیکھو لیں شاید کسی صف میں پیچھے کھڑے ہوں ایسا ہوتا رہتا ہے کوئی انہیں صف میں پیش کر کھڑا کر جاتا ہے، انہیں پتہ نہیں چلتا وہ شخص پھر مسجد میں آیا۔

مرزا ایک صف میں پیشا کھڑا تھا۔

○

مرزا کو میٹھی چیزوں کا بہت شوق تھا۔ دوسری طرف شوگر کی بیماری بھی تھی۔ ڈاکٹر شوگر کے مریض کو میٹھا کھانے منع کرتے

ہیں۔ لیکن مرزا اپنے شوق کے ہاتھوں مجبور تھا۔ اس زمانے میں پیشاب کے لیے مٹی کے ڈھیلے بھی مرزا جیب میں رکھتا تھا اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ دیتا تھا گویا ایک ہی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی اور مٹی کے ڈھیلے بھی.... صاف ظاہر ہے ...... گڑ کے ڈھیلوں کی جگہ مٹی کے بھی ڈھیلے کھایا جاتا ہوگا۔ اور مٹی کے ڈھیلوں کی بجائے.....

○

سردیوں میں مرزا جرابیں پہنتا تھا۔ لیکن اس طرح پہنتا تھا کہ وہ پیر پر ٹھیک نہیں چڑھتی تھی۔ کبھی تو سرا آگے لٹکتا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑی کی جگہ پشت پر آجاتی۔ مطلب یہ کہ جراب پہننے کا سلیقہ نہیں تھا۔

○

کوٹ کے بٹن بعض اوقات اس طرح لگے ہوئے نظر آتے کہ اوپر والا بٹن نچلے کاج میں اور نیچے والا بٹن اس سے نچلے کاج میں اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ صدری کے بٹن کوٹ کے کاجوں میں لگے ہوتے۔ گویا بٹن لگانے تک کوئی سلیقہ نہیں تھا۔

○

(تعارف جاری ہے)

اصلاح معاشرہ

دین و دنیا میں سرفرازی کے طریقے

ہادیٔ اعظم حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر ہوا اور دین و دنیا کی چند نہایت اہم باتوں کی نسبت سوال کئے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں چاہتا ہوں کہ سب سے بڑا عالم بن جاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ خدا سے ڈرتے رہو سب سے بڑے عالم بن جاؤ گے۔ خدا کے خوف اور اس کے احکام پر عمل کرنے سے انسان پر علم و حکمت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ سب سے بڑا انسان بن جاؤں فرمایا سب سے بہتر وہ شخص ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے۔ تمہیں چاہیے کہ سب کے لئے نفع بخش بن جاؤ۔

عرض کیا میری تمنا ہے عادل و منصف بنوں۔ فرمایا دوسروں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرو۔

عرض کیا میں خدا کے دربار میں سب سے زیادہ معزز بننا چاہتا ہوں۔ ارشاد فرمایا کہ سب سے زیادہ خدا کو یاد کر کے خدا کے مقرب بن جاؤ۔

عرض کیا میری خواہش ہے کہ نیک اور احسان کرنے والا بنوں۔ ارشاد ہوا کہ نماز اس طرح پڑھو کہ گویا تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو کم از کم اس طرح تو پڑھو کہ حق تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے۔

عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ میرا ایمان مکمل ہو جائے فرمایا اپنے اخلاق و عادات سنوار لو ایمان مکمل ہو جائے گا۔

عرض کیا میں خدا کا اطاعت گزار بھی بننا چاہتا ہوں۔ ارشاد ہوا اپنے فرائض ادا کرتے رہو گے تمہارا شمار اطاعت گزاروں میں ہوگا۔

عرض کیا خدائے تعالیٰ سے اس حالت میں ملنا چاہتا ہوں کہ تمام گناہوں سے پاک و صاف ہوں فرمایا غسل جنابت کی برکت سے گناہوں سے پاک اٹھو گے۔

عرض کیا میری آرزو ہے کہ میدان حشر میں نور کے ساتھ اٹھایا جاؤں۔ فرمایا اگر ظلم نہیں کرو گے تو قیامت میں نور کے ساتھ اٹھو گے۔

عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ مجھ پر رحم کرے فرمایا اپنے نفس پر رحم کرو۔ اور خلق خدا پر بھی رحم کھاؤ۔ خدائے تعالیٰ تم پر رحم کرے گا۔

عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ میرے گناہ کم ہوں فرمایا استغفار کثرت سے پڑھا کرو گناہ کم ہوں گے۔

عرض کیا میں سب لوگوں سے بزرگ تر بننا چاہتا ہوں۔ فرمایا مصیبت کے اوقات میں خدا کی شکایت نہ کرو۔ سب سے بزرگ تر ہو جاؤ گے۔

عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ میرے رزق میں اضافہ ہو۔ فرمایا ہمیشہ پاک و طاہر رہا کرو۔ رزق میں برکت ہوگی۔

عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست بن جاؤں۔ فرمایا جو چیزیں خدا کو پسند ہیں ان کو اپنے لئے بھی پسند کرو اور جو چیزیں خدا اور اس کے رسولؐ کو ناپسند ہیں ان سے نفرت اختیار کرو گے تو خدا اور اس کے رسول کے دوست بن جاؤ گے۔

باقی صـ۲۹ پر

ARFI JEWELLERS
عارف جیولرز
FOR CREATION OF ATTRACTIVE
JEWELLERY PH 6645236
ممتاز زیورات ـــ منفرد ڈیزائن
A Perfect Setting for a perfect Woman
Where trust is a Tradition.
ARFI JEWELLERS
34-MUHAMMADI SHOPING CENTRE
BLOCK-G-HAIDRY NORTH NAZIMABAD KARACHI PAKISTAN

آخری قسط

مرزائیوں کا المیہ

علامہ اقبالؒ کے مقالے کی روشنی میں

از:- محمد اسمٰعیل آزاد ایم اے

مرزا قادیانی کی تاویلات سے فریب کھا گئے۔ آیت ختم نبوت کی یہ تاویل کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر لگنے سے مرزا قادیانی نبی بن گئے، عربی زبان کے کسی محاورے سے ثابت نہیں۔ حدیث مبارک "لا نبی بعدی" کا "لا" نفی جنس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کی نبوت کی نفی کر رہا ہے۔ نہ ظلی نہ بروزی نہ قدیم نہ جدید۔ قرآن پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق سے "من قبلک" کے الفاظ کئی جگہ آئے ہیں، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق سے "من بعدک" کا لفظ ایک جگہ بھی استعمال نہیں ہوا۔ یہ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ فبای حدیث بعدہ یومنون فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کے بعد کسی وحی پر ایمان لانے کی ضرورت اور امکانات کو رد کر دیا گیا ہے۔ اللہ نے ایمان والوں کو آیات الٰہی سن کر اندھے اور بہرے آدمی کی طرح گر کر مان لینے سے منع فرمایا تو مرزا قادیانی کے خواب اور کشف کی حالت کی آوازوں پر جو لوگ گر کر تسلیم کرنے لگے جیسے گدھ مردار پر گرتے ہیں اللہ کے کلام نے ایسے لوگوں کو غیر مومن قرار دیا ہے۔ اپنے عقیدے کو چھپا کر دوسروں کو دھوکہ دینا ایسا طرز عمل ہے جس سے ایسے شخص کی خود اپنے عقیدے پر بے یقینی ثابت ہوتی ہے۔ اگر مرزا قادیانی حقیقی اور اصلی نہیں ظلی اور بروزی نبی مانے گئے تو اس کی بیویوں کو "امہات المومنین" اور ان کے ساتھی کو صحابی کہنے اور لکھنے والے "ظلی ام المومنین" اور "بروزی ام المومنین" اور ظلی صحابی اور بروزی صحابی کیوں نہیں کہتے اور لکھتے۔ کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ ظلی اور بروزی کا گورکھ دھندہ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے اختیار کیا گیا ہے۔ مرزا قادیانی چونکہ مسیح علیہ السلام کے ظل یا بروز ہونے کے دعوے دار تھے۔ اس لئے ان کے ساتھیوں پر اسلام کے لفظ صحابی کی بجائے "حواری" کا لفظ زیادہ مناسب تھا اور ان کی بیویوں کو بیویاں ہونا ہی نہیں چاہئے تھا کیونکہ مسیح علیہ السلام کنوارے تھے چہ جائیکہ انہیں "امہات المومنین" لکھیں اور کہیں۔

مرزا قادیانی سے پہلے ایران میں ایک مدعی نبوت والوہیت بہاء اللہ پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے "کتاب مقدس" پیش کر کے قرآن پاک کو منسوخ کر دیا۔ اور ان کے ماننے والے خود کو مسلمان نہیں کہتے دین بہائی کے تعلق سے بہائی کہلاتے ہیں ان کی نماز، روزہ، وغیرہ عبادات سب مسلمانوں سے الگ ہیں۔

> "قرآن پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق سے "من قبلک" کے الفاظ کئی جگہ آئے ہیں لیکن حضور کے تعلق سے "من بعدک" کا لفظ ایک جگہ بھی استعمال نہیں ہوا، یہ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں"

مرزا قادیانی نے اپنے دعاوی کے لئے وہی سارے دلائل جو بہاء اللہ نے فراہم کئے تھے ان کے الہامات اور مکاشفات کتاب کی صورت میں شائع کر کے مرزائیوں نے اپنی الہامی کتاب عامۃ المسلمین سے الگ بنا لی وہ مسلمانوں سے روٹی بیٹی کا لین دین نہیں کرتے مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں لیکن خود کو مسلمان کہہ کر اس نام سے معاشی اور سیاسی حقوق حاصل کر رہے ہیں۔ ان میں ہمت ہوتی تو یہ دین مرزائی کے نام سے اپنا الگ دین چلاتے چونکہ وہ اب بھی قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے کے دعویدار ہیں اس لئے ان سے عامۃ المسلمین کا یہ مطالبہ ہے کہ وہ مرزا قادیانی کی نبوت ان کے خواب والہامات کا انکار کریں۔ دعویٰ نبوت کی وجہ سے انہیں خارج از اسلام قرار دیں اور خود تائب ہو کر مسلمان بن جائیں۔ اور اپنی ۱۰۰ سالہ تاریخ کے بجائے اسلام کے چودہ سو سالہ ورثہ میں شریک ہو جائیں مرزا قادیانی کی نام نہاد ظلی اور عکسی نبوت کو چھوڑ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلی نبوت کی طرف لوٹ آئیں ایسا کرنے میں کوئی خفت نہیں محسوس کرنی چاہئے۔

انگریزی حکومت میں سورج نہیں ڈوبتا تھا۔ ان کے سمندری جہازوں نے ساری دنیا پر قبضہ کر رکھا تھا۔ رسل و رسائل میں ریل نے فاصلوں کو کم کر دیا تھا۔ محکوم قوم انگریزوں سے خائف تھیں لیکن ہر قوم میں آزادی کی تڑپ تھی محکوم ہونا ایک مجبوری تھی محکومی پر رضا و رغبت نہ تھی۔

مرزا قادیانی نے انگریزی اقتدار کو سمجھنے میں ٹھوکر کھائی شاید وہ ابدالآباد تک انگریزوں کو حکمران سمجھتے تھے اس لئے اس حکومت کے خلاف جہاد آزادی کے دلدادگان کی

جاسوسی حکومت کے پاس کرتے تھے اپنی ایک تصنیف میں دو ڈھائی سو علمائے کرام کے نام درج کر کے حکومت سے انہیں ختم کر دینے کی اپیل کرتے ہیں خود کو برٹش گورنمنٹ کا خود کاشتہ پودا قرار دیتے ہیں۔

ملکہ برطانیہ کی خدمت میں چاپلوسی کی حد تک گر کر درخواستیں کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی کا یہ کردار آج تک ان کے ماننے والوں پر بدنما داغ ہے۔ چونکہ مرزا قادیانی کو ان کے ماننے والے "نبی" مانتے ہیں۔ اس لئے اپنے نبی کے کردار پر چلنے کی کوشش ان کا فریضہ بن جاتا ہے۔ اسی لئے غیر ملکی طاقتوں کے جاسوس اور ایجنٹ کا الزام ان کے سر آتا ہے۔ قادیانی حضرات خالص ملکی اور قومی مفاد کی خاطر اپنے پیشوا کی لغزش کو سمجھ کر رد کر دیں تو ان کا حب وطنی کا جذبہ قوم کے نزدیک قابل تسلیم ہو جائے گا۔ اس میں ان کا اور ان کی آئندہ نسلوں کا فائدہ ہے۔

مرزا قادیانی تاویلات اور منطقی مغالطوں کے بادشاہ تھے۔ ریل کو کھینچ تان کر دجال کا گدھا بنا گئے۔ آج اگر وہ زندہ ہوتے تو خلائی راکٹوں کو کیا گردانتے۔ تاویل کی سنگلاخ زمین میں چوکڑیاں بھرنے والے عام طور پر خود ہی نقصان اٹھاتے ہیں یہ تاویل کے تضادات ہیں کہ انگریز ایک طرف تو دجال ہیں دوسری طرف مرزا قادیانی ان کا خود کاشتہ پودا ہیں جس کی آبیاری بھی انگریزوں نے کی۔ کیونکہ ہر شخص اپنے لگائے ہوئے پودے کی آبیاری کرتا ہے۔ مطلب کیا ہوا؟ دجال کا خود کاشتہ پودا یعنی مرزا غلام احمد قادیانی مدعی مسیح موعود حیرت ہے کہ مسیح کی آبیاری دجال کے ہاتھوں ہونے کا خود اعتراف، مدعی پر، حیرت اس لئے نہیں ہوتی کہ اس کا مفاد اسی میں ہے کہ جیسے تیسے اس کا دعویٰ ثابت ہو، حیرت ان پڑھے لکھے قادیانیوں پر ہوتی ہے کہ عقیدے نے ان کی فکر پر کیسے پہرے بٹھا دیئے ہیں۔ کیا آمد مسیح کی پیشگوئیوں میں خفیف سا اشارہ بھی ملتا ہے کہ مسیح کی نگہداشت دجال کرے گا اور اگر مرزا قادیانی ببانگ دہل اس کا اعلان کرتے ہیں تو ان کے مسیح کے مربی دجال کو خود ان کے مسیح پر فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ "الیس منکم رجل رشید"؟

خدانخواستہ کسی کے جذبات کو ٹھیس پہنچانا مقصود نہیں ہے۔ مقصود یہ ہے کہ ان منطقی مغالطوں سے قادیانیوں کو نجات دلائی جائے۔ تاکہ یہ جماعت منظم مرزا قادیانی کو چھوڑ کر سواد اعظم میں اپنا جائز مقام حاصل کرے۔ اور ماضی کو دفن کر کے مستقبل میں تعمیر ملت کے کاموں میں اپنی تمام صلاحیتوں کے ساتھ شریک ہو جائیں۔

مذہبی عقیدت کی پراسرار تحریکوں کے احوال سے قادیانی حضرات ناواقف نہیں ہیں — Tantric آئے سات۔ دام مارگی بجولی مارگی، اگھوریوں وغیرہ کے حالات بند مندروں کی دیوداسیوں کے حالات ظاہر ہیں کہ اخلاقی گراوٹ کو وہ لوگ صرف اس پراسرار طاقت کے خوف سے برداشت کرتے رہتے ہیں۔ اور اسے راز کو جان کر جان تک

> "قادیانی مسلمانوں سے روٹی بیٹی کا لین دین نہیں کرتے مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں لیکن خود کو مسلمان کہہ کر اس نام سے معاشی اور سیاسی حقوق حاصل کر رہے ہیں، ان میں بہت ہوشیار دین مرزائی کے نام اپنا الگ دین چلاتے"

دے دیتے ہیں۔ راز فاش کرنے پر انہیں اپنی تباہی و بربادی کا یقین ہوتا ہے مرزا قادیانی نے پراسرار الہامات اور مکاشفات اور مخالفوں کو تباہی کی اتنی دھمکیاں دیں۔ کہ مخالفین کے بجائے ان کے معتقدین ان سے اس قدر خوفزدہ ہوئے کہ ان کے دل کے کسی گوشے میں مرزا قادیانی پر تنقید کا خیال اس لئے نہیں آتا کہ کہیں وہ اور ان کے اہل خاندان تباہی سے دوچار نہ ہو جائیں۔

اس کے باوجود ان میں بعض اہل ہمت بھی پیدا ہوئے ڈاکٹر عبدالحکیم نے تو خود ملہم ہونے کا دعویٰ کیا اور مرزا قادیانی کی تردید میں اپنے الہامات پیش کئے چونکہ ڈاکٹر عبدالحکیم کی تربیت ہی مرزا قادیانی کے پاس ہوئی تھی اس لئے وہ اس الہام کے چکر میں داخل رہے عقل اور شریعت کے وسیع دائرے میں نہ آسکے۔ مرزا قادیانی کی پیروی کرنے والوں میں سے "مسیح" اور "مہدی" کے کئی دعوے دار پیدا ہوئے۔ اور ان

بھی موجود ہیں۔ لیکن مرزائیوں نے ان میں سے کسی کو نہ جانا۔ حالانکہ یہ دعوے داران مرزا قادیانی کے تناور خاردار درخت کی ایک شخص ہونے پر نازاں ہیں اس طرح مرزا قادیانی نے اور ان کے ماننے والوں نے ان جدید مدعیوں کے الہام کو رد کر کے خود ... الہام پر اپنے عقیدے کی بنیاد رکھوا ڈالی۔ اور مرزا قادیانی کے الہامات کو رد کرنے کی راہ صاف کر دی۔

موجودہ دور میں ہر ملک و قوم میں بین الاقوامی دباؤ کی وجہ سے ہر شخص کو عقیدہ و مذہب کی آزادی حاصل ہوتی ہے لیکن کسی بین الاقوامی دباؤ کی وجہ سے ہر شخص کو یہ حق نہیں دیا گیا کہ وہ دوسرے انسانوں کو کافر سمجھیں۔ ان سے مذہبی و معاشرتی تعلق نہ رکھیں بلکہ وہ لوگ جب اس گروہ کو کافر سمجھیں اور خارج از اسلام قرار دیں تو واویلا کریں۔ مرزائیوں نے سب سے پہلے عامۃ المسلمین کو کافر قرار دیا ہے۔ کیونکہ وہ مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے ہیں اور نبی کا منکر کافر ہوتا ہے اب اکثریت نے ختم نبوت کے انکار کی بناء پر مرزائیوں کو خارج از اسلام قرار دے دیا۔ تو اس جوابی حملے کے بعد مرزائیوں کو واویلا مچانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اقلیت کو یہ حق نہیں دیا جا سکتا کہ وہ اکثریت کے لئے راہ عمل متعین کرے۔ ایسا کرنا جمہوریت کے تمام تقاضوں کے خلاف ہے۔

مرزائی حضرات آج کل یہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ کفر کے فتوے اور فرقہ واریت کی وجہ سے ملت اسلامیہ کے اتحاد کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ "کلمۃ حق ارید بھا الباطل" یہ بات سچ ہے لیکن اس سے جو مراد لی جا رہی ہے وہ باطل ہے۔ ملت اسلامیہ کے اتحاد کی راہ میں ہر وہ فرقہ حارج ہے جس نے عامۃ المسلمین سے اپنی ہر چیز الگ کر لی ہے مسجدیں الگ، تفاسیر، احادیث، فقہ، مدرسے، مولوی مفتی، نکاح وغیرہ اور اتنا الگ کہ ان کی تنظیم State within State بن گئی ہے۔ تاریخ انسانی میں یہودیوں کی یہ خاصیت رہا ہے کہ جہاں رہیں اپنی آبادی الگ بنائیں، اپنے مذہبی ادارے الگ، محفوظ محلے قلعہ نما رکھیں کیونکہ یہ اکثریت سے خائف رہتے ہیں اس لئے مسلح ہو کر اپنی حفاظت بھی کرتے ہیں۔ کوئی اسلام کا دعویدار اگر وہ خود کو مسلمان سمجھے اور یہودیوں کی طرح الگ ٹھہر الگ

بھلے الگ مساجد الگ مدرسے اپنے صوبے کے لئے باہمی سماجی بہبود کا پروگرام رکھے۔ اور اسی پر بس نہ کرے بلکہ اپنی منظم کوشش سے اکثریت میں سے لوگوں کو تبلیغ اور تنظیم کے ذریعے مالی و معاشی مفادات کا لالچ دے کر اپنی تعداد مسلسل بڑھاتا رہے۔ اس ٹولے کا افسر اپنے دائرہ اختیار سے ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے ہم عقیدہ لوگوں کو ملازمتوں میں داخل کرے۔ جو ملازمین ہم عقیدہ نہ ہوں۔ ان کی ترقی میں حارج ہو جائے۔ یہ سرگرمیاں آخر کب تک پوشیدہ رہ سکتی ہیں۔ انسانی حقوق کے نام سے یہ حق مرزائیوں کو کہاں حاصل ہو سکتا ہے کہ اپنے کاروباری اداروں میں اپنے ہی ہم عقیدہ اشخاص کو ملازم رکھیں دوسروں کو نہ آنے دیں اور انسانی حقوق کے نام پر دوسرے کاروباری اداروں میں اپنے لوگوں کو کام دلائیں۔ اپنے مرکزی شہر ربوہ میں ۱۹۷۴ء تک ریلوے اسٹیشن، پوسٹ آفس سرکاری دفاتر پولیس، کالج تمام انصاف غرض ہر جگہ صرف اور صرف احمدی سرکاری ملازم ہیں۔ حکومت پاکستان کے اندر ایسی حکومت ہے پاکستان کے اندرونی حالات سے پوری باخبر ہے۔ لیکن اس کے اندرونی حالات سے پاکستانی حکومت اور عوام دونوں بے خبر اس لئے کہ اس شہر میں ایک شخص بھی غیر احمدی نہیں یہ IRON CURTAIN اپنی مثال آپ ہے۔ اس کی بقا میں پاکستان کی فنا اور اس کی فنا میں پاکستان کی بقا مضمر ہے۔

مرزائی حضرات قرآن پاک سے اپنی صفائی کے لئے دلائل لاتے ہیں انہیں "والذین اتخذوا مسجدا ضرارا وکفرا" والی آیت پر بھی غور کرنا چاہئے۔ قرآن پاک نے منافقین کے الگ مسجد بنانے کو اور جماعۃ المسلمین سے الگ عبادات کے نام پر الگ مسجد بنانے کو مسلمانوں کے درمیان تفریق اور ضرر کا باعث قرار دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں نماز پڑھنے سے روک دیا یہی نہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمیوں کو وہاں بھیج کر اس مسجد کو آگ لگوا دی عقائد کے اختلاف کو عبادات میں داخل کرنے کی یہ سزا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے۔ مرزائی حضرات ٹھنڈے دل سے اس اتحاد کی راہ میں حارج ہونے والے

> مرزا قادیانی نے انگریز کو دجال لکھا ہے اور خود کو انگریز کا خود کاشتہ پودا جس کی آبیاری انگریزوں نے کی۔ مطلب ہوا دجال کا خود کاشتہ پودا مرزا قادیانی۔ نیز اس صورت میں مرزا قادیانی (خود کاشتہ پودا) کے مربی انگریز (دجال) کو خود مرزا قادیانی پر فضیلت حاصل ہوتی ہے۔

عقیدے اور عبادت گاہوں کے تفرقہ انگیز کردار پر غور فرمائیں اور اس جرم سے بچنے کے لئے خود اپنی مساجد کو جماعۃ المسلمین کے حوالے کر دیں۔ خود بھی مسلمان ہو کر جماعۃ المسلمین کے ساتھ نماز میں شریک ہو جائیں۔ مساجد اللہ کی ہیں گروہوں کی نہیں۔

مرزا قادیانی کے ماننے والے ان کے بقول اللہ کے الہام کو مانتے ہیں تو ان کے لئے لازم ہو جاتا ہے کہ اللہ کی مشیت پر بھی ایمان رکھیں۔ مشیت الٰہی نے اس دور کے انسانوں کے درمیان فاصلے اس قدر گھٹا دیئے ہیں۔ اور تاثیر و تاثر کے عمل کو اس قدر تیز کر دیا ہے کہ اب عالمی تنظیمیں اور عالمی رجحانات قومی اور گروہی رجحانات پر غالب آ رہے ہیں انسان ایک ہو رہے ہیں وحدت انسانیت اسلام کا بھی مقصود ہے۔ اسی کی طرف عالم انسانیت رواں دواں ہے عالم اسلام اپنی سیاسی وحدت کے قیام کی فکر میں غلطاں و پیچاں ہے اس وحدت کے قیام میں فرقہ وارانہ تنظیمیں اور جماعتیں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں یہ اگر خود بخود دور نہ ہوئیں تو مسلمانوں کی اکثریت اسے مسمار کر کے اپنی راہ صاف کرے گی ایسی اقلیت جو اکثریت کے اشتعالی اعمال پر جارحانہ حملے کرنے میں بے باک ہو۔ اکثریت کے مدافعانہ کارروائیوں کی تاب نہیں لا سکتی۔

اسلام کے دور اول میں مدعیان نبوت نے جو ہیجان پیدا کر دیا تھا وہ مسلم اکثریت کی جوابی کارروائی کی تاب نہ لا سکے۔

دور جدید کا فتنہ انکار ختم نبوت خواہ کسی بھی شکل میں کیوں نہ ہو اپنی موت آپ مر جائے گا۔ ختم نبوت کے بعد کسی بھی مدعی نبوت کو منصف نہیں مانا جا سکتا۔ وہ اپنے دعوے کے مفاد کا دلدادہ ہونے کی وجہ سے انصاف و عمل کی راہ سے ہٹ جاتا ہے۔ مرزا قادیانی مدعی نبوت بھی تھے اور خود ہی منصف بھی تھے۔ اس لئے ان کے تمام فیصلے غلط ثابت ہوئے۔

خود مرزا قادیانی الہام کے دعوے دار ہونے کے، باوجود الہام الٰہی کو نہ سمجھ سکے جسے وہ مکالمہ الٰہیہ قرار دیتے ہیں بقول ان کے وہ قرآن کثرت سے تلاوت کرتے تھے تورات و انجیل کا بھی مطالعہ کرتے تھے۔ فارسی شاعروں اور اردو شاعروں کے اشعار اپنے مضامین میں استعمال کرتے تھے۔ قرآن و حدیث کے جستہ جستہ جملے اور فارسی اور اردو کے اشعار انہیں ازبر تھے۔ وہی نیند کی حالت میں ان کی زبان پر جاری ہو جاتے یا وہ آواز سن لیتے اسے الہام الٰہی قرار دیتے تھے۔

ہم الہام ان کو دیتے تھے تصور اپنا نکل آیا

یہ مصرع مرزا صاحب کو الہام ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں شاعر نے کہا ہے

اے ختم رسل قرب تو معلوم شد
دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ

دوسرا مصرع مرزا قادیانی کو الہام ہوا۔ ان کے الہامات کے جملے اسی طرح کسی نہ کسی کتاب میں موجود ہیں۔ یہ الفاظ ان پر خاص اور پہلی دفعہ الہام نہیں ہوئے اس لئے ان کے تمام الہامات کا تنقیدی جائزہ لینا ہر سمجھدار آدمی کا کام ہے کسی شخصیت کو اس کی تمام خوبیوں اور خامیوں کے ساتھ مانا جائے تو یہ فکری توازن کہلاتا ہے۔

مرزا قادیانی الہام اور مکالمہ الٰہیہ کے نام پر اپنے دعووں سے اپنے اطراف ایک خوف و دہشت کی فضا پیدا کر رکھی تھی۔ اور بعض مرتبہ اوہام پرست معتقدین کو وہ اپنی بددعا کے نام سے بلیک میل بھی کرتے تھے ورنہ ان کے دعوے نبوت اور ماموریت کو محمدی بیگم کا رشتہ طلب کرنے سے کیا واسطہ تھا۔ رشتہ داروں میں آپس میں چشمک رہتی ہے۔ ایسے ہی ایک رشتہ دار کو الہام کے نام سے بلیک میل کر کے اس کی نوجوان لڑکی کا رشتہ مرزا قادیانی نے مانگا۔ انکار کے بعد کیسے کیسے دھمکی آمیز الہامات سے اسے ڈرایا لیکن وہ اللہ کا بندہ اپنی قسمت پر راضی رہا۔ بالآخر مرزا قادیانی کے سارے الہامات محمدی بیگم اور اس کے خاندان

کی تباہی کی پیشینگوئیاں حرف غلط ثابت ہوئیں۔ چند سال پہلے تک یہ خاتون زندہ تھیں۔ نزد ساہیوال قیام تھا۔ بجائے تباہ ہونے کے انہوں نے اپنے بہت سے پوتے، پوتیاں نواسے، نواسیوں کو صاحب اولاد دیکھا۔ مرزا کے الہام کے سلسلے میں تاویل کے دفاتر کھل گئے کہ محمدی بیگم کے متعلق الہام کا مقصد تباہی نہیں بلکہ اس خاندان کا مرزا قادیانی کے حلقہ عقیدت میں شامل ہونا تھا وغیرہ۔ واضح رہے کہ محمدی بیگم آخر تک مرزا قادیانی کی کٹر مخالف رہیں۔ (اور حالت اسلام میں ۱۹ نومبر ۱۹۶۶ء کو انتقال کر گئیں)

سوچنا چاہیے کہ اگر مرزا قادیانی کو مستقبل کا علم ان الہامات کی رو سے ہو رہا تھا اگر نہ تھا تو انہیں یہ علم ہونا چاہیے تھا کہ آگے چل کر اسی خاندان کا ایک فرد ان کے حلقہ عقیدت میں داخل ہو جائے گا اسی لیے جلیب، میلے، دھونس اور اشتہارات کے ذریعے کسی کنواری باعصمت خاتون کا نام ملک بھر میں پھیلا دینا کہاں کی شرافت اور انسانیت تھی۔ الہام کے نام پر غیر شریفانہ حرکت کا تصور کیسے کیا جا سکتا ہے؟ عرب جاہلیت کے شاعر کسی قبیلے کی خوبصورت خاتون کو اپنی شاعری کے ذریعے ملک بھر میں شہرت دیتے تھے ان کی شاعری میں خیالی معشوق نہ ہوتا تھا حقیقی معشوق کی شان میں شاعری کرتے تھے۔ ان شاعروں اور مرزا قادیانی میں صرف شعر اور الہام کا فرق ہے، نتیجہ دونوں کا ایک ہے۔ بہر حال مرزا صاحب کے کردار کی اس خامی کو تسلیم کیا جانا چاہیے۔ اس سے ان کی ذہانت کا پتہ چلتا ہے کہ وہ کس طرح اپنی کسی غیر اخلاقی حرکت کو اپنی تاویل اور اپنے الہام کے زور سے روحانی حرکت بنا دیتے تھے لیکن ذہانت کا یہ کوئی اچھا مظاہرہ نہیں کہا جا سکتا۔

برصغیر ہندو پاک کیا دنیا بھر میں موجودہ ترقی کے دور کی ابتداء تھی اور انسان بتدریج بیماریوں کے اسباب کا کھوج لگا کر اس کے علاج پر قادر ہوتا جا رہا تھا۔ اس دور میں طاعون، چیچک اور ہیضہ جیسے خوفناک مرض تھے ان وباؤں سے بستیوں کی بستیاں فنا کے گھاٹ اتر جاتی تھیں مرزا قادیانی نے اپنے دشمنوں کو ان وباؤں سے مرتے دیکھا تو اس پر خوب بغلیں بجائیں ان کی تائید کے لیے اسے خدا کی طرف سے عذاب قرار دیا۔ انسانیت دشمنی کی اس انتہا میں مرزا قادیانی نے یہ بھی نہ سوچا کہ ان وباؤں سے ہزار ہا دور دراز دیہاتوں میں ایسے انسان بھی مرے جن کو مرزا قادیانی کے دعوے یا ان کی مخالفت کی بھنک بھی نہ پڑی تھی مرزا قادیانی نے اپنے پروپیگنڈے لٹریچر میں ان وباؤں اور ان سے پیدا ہونے والے نقصان پر خوشی کا اظہار کیا ہے۔ اگر ان کے بعض مخالفین ان وباؤں سے ہلاک ہوئے تو ان پر خوشی منانا جوانمردی سے بعید ہے۔ جوانمردی تو یہ تھی کہ وہ لوگ زندہ رہتے اور مرزا قادیانی سے مقابلہ کرتے۔

طاعون عمواس سیدنا عمرؓ کے زمانے میں ہوئی اور اس میں بعض صحابہ وفات پاگئے مرزا قادیانی اس بات سے ناواقف تھے دعویٰ کرتے تھے مرزا قادیان خلق ہدایت کا اور خلق خدا کی تباہی پر خوش ہوتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ سے مرزا قادیانی کتنے دور تھے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو دشمنوں کے لیے دعا فرماتے تھے۔

انسانی حقوق کے نام پر یہ حق مرزائیوں کو کہاں سے مل سکتا ہے کہ وہ اپنے کاروباری اداروں میں تو اپنے ہی ہم عقیدہ اشخاص کو ملازم رکھیں دوسروں کو نہ آنے دیں اور انسانی حقوق کے نام پر دوسرے کاروباری اداروں میں اپنے لوگوں کو کام دلائیں۔

اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون

اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ یہ جانتے نہیں

مرزا قادیانی کی انسانیت دشمنی ان کے پیروکاروں میں ایک خاص رویہ کے طور پر آج بھی موجود ہے بلکہ ان کی آرزو ہے کہ چونکہ برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں نے ان کے نبی کو نہیں مانا، اس لیے انہیں تباہ ہو جانا چاہیے اور کچھ عجب نہیں اگر یہ لوگ خود اس قوم کو تباہ کرنے میں لگے ہوں۔ ہر تبلیغی فرد اسی طرح ملک کی اکثریت سے نفرت اور حسد کے عذاب میں جلتا رہتا ہے اور اکثریت کو تباہ کرنے کی دھن میں لگا رہتا ہے کیونکہ اس کے نزدیک اس کے فرقے کے افکار و عقائد کا انکار کر کے اکثریت اس کی ہمدردی کی مستحق نہیں رہتی لیکن اس کی نفرت کا رد عمل اکثریت میں کبھی تو ہونا ہی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس رد عمل کے اصل ذمہ دار یہی اقلیتی گروہ کے لوگ ہیں جن کی جارحانہ تبلیغ اور اکثریت کے عقائد کی کھلم کھلا تردید ان کی تقاریر ان کی کتب اور ان کے اشتہارات و رسائل میں ہوتی ہے۔

مرزا قادیانی کی اس انسانیت دشمنی کے مقابلے میں ان کے متعین کردہ دجال یعنی یورپین اقوام کو دیکھئے کہ ان کی ترقیوں کی وجہ سے چیچک، طاعون، ہیضہ، ملیریا، ٹائیفائیڈ، جیسے وبائی امراض پر اب قابو پالیا گیا ہے ان امراض سے انسانیت کو اب کوئی بڑا خطرہ نہیں۔ مرزا قادیانی ان امراض کے بل بوتے پر اپنی صداقت ثابت کرتے تھے۔ ان کی تمام تاویلات کو دور جدید نے ختم کر دیا ہے۔ لیکن اب بھی یہ عجیب ہے چونکہ مرزائی ڈاکٹر اگر اپنے نبی کی سچائی ثابت کرنے کے لیے ان امراض کے علاج میں کوتاہی نہ کریں اگر وہ کوتاہی نہیں کرتے پوری شرافت سے انسانیت کی خدمت کرتے ہیں، تو گویا انہوں نے عملاً مرزا قادیانی کی انسانیت دشمن تاویلات کو رد کر دیا۔ خواہ ان کو اس کا شعور نہ ہو۔

مرزا قادیانی کے افکار و اصطلاحات میں لفظ مثیل اور مماثلت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اس لیے وہ تورات کی پیشگوئی کی رو سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ قرار دیتے ہیں تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کے مثیل مسیح بننے کی راہ ہموار ہو جائے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں تو تمام انبیاء و اولوالعزم کے اوصاف اللہ رب العالمین نے جمع فرما دیئے تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو محض مثیل موسیٰ بنا کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی گئی ہے۔

مرزا قادیانی خود کو مثیل مسیح قرار دیتے ہیں یہ ان کے خوابوں میں ہو تو ہو، عملی زندگی میں مرزا قادیانی پورے دنیا دار آدمی تھے، انہوں نے شادیاں کیں۔ صاحب اولاد ہوئے، کھیتی باڑی کا کام کیا، انہوں نے ملازمت کی، ان تمام باتوں میں وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے مخالف تھے۔ مسیح علیہ السلام نے نہ شادی کی نہ صاحب اولاد ہوئے، نہ گھر بنایا، نہ جائیداد ورثہ میں پائی نہ اپنے بعد میں چھوڑی ان کا خود کو مسیح کا مثیل قرار دینا حقیقت کا منہ چڑانا ہے، ہو سکتا ہے کہ ان کی طبیعت میں دنیا سے بے رغبتی ہو لیکن ایسے تو لاکھوں دنیا دار آج بھی موجود ہیں جن کی زہد و

قناعت مشہور ہے محض زہد و قناعت ہی کی بناء پر ان سب کو مثیل مسیح نہیں قرار دیا جا سکتا۔

مرزا قادیانی نے خود تحریری ذخیرے کے بارے میں بارہا خود کو جاگیرداروں کی نسل انگریزوں کی وفاداری میں جاگیر کا ملنا حسن خدمت کے سرٹیفکیٹ لینے کو بڑے فخر سے بیان کیا ہے اپنی لڑکی کی ایک نواب کے لڑکے سے بیاہتے ہوئے مرزا قادیانی ....٥٠ روپے مہر اور ..٥ روپے ماہانہ جیب خرچ لڑکی کے لیے مانگتے ہیں

ظاہر ہے کہ یہ دنیا دار اور زمینداروں کا وہ بہروپ جو عین وقت پر ابھر آیا اور مسیح کے ساتھ مماثلت خاک میں مل گئی۔ اور اصل مرزا غلام احمد ظاہر ہو گئے۔ جو خواب، الہام، کشف، مکاشفات دعویٰ نبوت، دعویٰ مجددیت کے دیدہ زیب اور دلفریب لبادوں میں پوشیدہ تھے۔

یہ کہا جا سکتا ہے کہ مرزا قادیانی نے اچھے باپ کی طرح اپنی بیٹی کے مستقبل کو سنوارنے کی کوشش کی جو ہر انسان چاہتا ہے۔ ہم بھی اس اچھائی کو تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی عرض کرتے ہیں کہ اچھا باپ ہونا اور بات ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہونا اور بات ہے

چہ نسبت خاک را با عالم پاک را۔!

ایک اچھے باپ کی حیثیت سے مرزا قادیانی اپنی اولاد کے مستقبل کو شاندار بنانا چاہتے تھا۔ یہ خیال ان کے دل کے کسی گوشہ میں ضرور موجود تھا۔ چنانچہ ان کے وفادار جانثار ساتھیوں کے ہاتھ میں اپنی جماعت کی باگ دوڑ دینے کا خیال انہیں کبھی نہیں آیا۔ اس لئے ان کے مستقبل کے لئے مرزا صاحب کو کوئی الہام نہیں ہوا۔ البتہ اپنے ہر بچے کی پیدائش پر ان کو الہام، کشف، رویا سب ہوتے رہے کہ ان کے بعد ان کی جماعت کی باگ دوڑ ان کے صاحبزادے کے ہاتھ میں رہے گی۔ اس طرح مرزا قادیانی خود تو اپنی عین حیات اپنی جماعت کے لئے مرکز ملت تھے۔ اب وہ اپنی اولاد کو بنا گئے۔ اس طرح ان کی ساری کوششوں کا یہی نتیجہ نکلا۔ اگر مرزا قادیانی اپنے ساتھیوں سے مشورہ کر لیتے تو شاید وہ سب اس خیال کو رد کر دیتے اس لئے مرزا قادیانی نے ان اوہام پرستوں کے سامنے اپنی روحانی جادوگری پیش کر کے انہیں سوچنے کی مہلت ہی نہ دی۔ اور مرزائی آج تک

دریا کے بہاؤ سے پانی کچھ مقدار الگ ہو کر گڑھے میں رہے تو اس میں سڑاند بدبو، کیڑے، مکوڑے پیدا ہوتے ہیں

اپنے پیشوا کے مسلط کردہ امروں کے بوجھ تلے کراہ رہے ہیں۔ لیکن نئی نسلیں اس بوجھ کو اتار پھینکنے کی سوچ بھی رہی ہیں۔ جس طرح بوہری اور خوجہ گروہوں میں موجودہ اتحاد مادی اور معاشی و تجارتی روابط پر ہے۔ جس پر کچھ عقائد کا ملمع چڑھا دیا گیا ہے یہی حال مرزائیوں کا بھی ہو گیا ہے۔ مادی وسائل کے حصول میں جماعت کی مدد پر ان کی تنظیم قائم ہے نہ کسی روحانی اور اعلیٰ فکری اصول پر۔

قرآن پاک کی سورۃ آل عمران کے پہلے رکوع میں اللہ پاک نے قرآن کو سمجھنے کے اصول بیان فرمائے ہیں۔ کہ محکم آیات واضح ہوتی ہیں۔ یہ علم و ایمان کی جڑ متشابہ آیات میں تاویل کی ضرورت ہوتی ہے جہاں کے دلوں میں کجی ہے وہ محکم کو چھوڑ کر متشابہات کی تاویل کے پیچھے پڑے رہتے ہیں تاکہ اس طرح فساد پھیلے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر تمام مذاہب متفق ہیں۔ توراۃ انجیل میں آخری نبی کے متعلق پیشگوئی ہے۔ اس میں اس آخری نبی کے بعد کسی مرزا غلام کے پیدا ہونے اور دعویٰ نبوت کرنے کا کوئی تذکرہ نہیں ہوا۔ خود احمدی مبلغین نے توراۃ، انجیل، وید، پران، ژند اوستا اور بدھ مت کی کتب کی پیشگوئیوں کو شائع کر کے اس کا مصداق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو مانا ہے۔ اور آپ کو آخری نبی قرار دیا ہے پس آخری نبی کے بعد کسی نبی کا نہ آنا مذاہب عالم کا متفقہ عقیدہ ہے اور مرزائی نہ صرف اسلام بلکہ تمام مذاہب عالم کے مقررہ آخری نبی کے مخالف ہیں اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا اور آپ کے بعد کسی نبی کا نہ آنا محکم آیت سے ثابت ہے اس میں دو رائیں نہیں ہو سکتیں۔ عقیدہ ختم نبوت نے مسلمانوں کے اندر خود اعتمادی جو پیدا کی کہ اب رہتی دنیا تک ہدایت کے دو اصول ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ان اصولوں کی روشنی میں اجماع

اور قیاس کے ذریعے انسانیت بالغ اور جوان ہو گئی ہے بچوں کو انگلی پکڑ کر چلانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ بالغوں اور جوانوں کو نہیں۔ لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ذہنی طور پر، نابالغ ایسے لوگ بھی ہو سکتے ہیں۔ جو جوان العمر ہونے کے باوجود باپ کے کندھے پر چڑھنے کے آرزومند ہوں۔ یہ ذہنی مریض ہوتے ہیں۔ ان کے علاج اور تعلیم و تربیت پر آج کل بہت کام ہو رہا ہے۔

ایسے ذہنی مریض اپنی دانست میں الہام، کشف، رویا، القاء اور واردات قلبی کے نام سے اوپر سے ہدایت کے خواہاں ہوتے ہیں۔ ختم نبوت کے بعد انسان کے لئے اجتہاد کی راہ کھلی ہے جن میں اجتہاد کی صلاحیت نہیں ہوتی وہ اپنے ہی جیسے ذہنی مریضوں کو خواب کی باتیں سنا سنا کر خواب آور گولیاں بنام روحانیت اور الہام کھلا کر ان کے ذہن کو ماؤف کر کے فکری صلاحیتوں سے محروم کر دیتے ہیں۔

مرزا قادیانی جسمانی اور ذہنی مریض تھے۔ اپنی محرومی اور مایوسی کو چھپانے کے لئے ان کے لاشعور نے انہیں الہام کرنا شروع کیا۔ خود انہوں نے لکھا ہے کہ کثرت البول اور دوران سر دونوں مرض ان میں پائے جاتے ہیں۔ مریض جسم میں صحت مند دماغ کہاں سے پیدا ہو۔ چنانچہ ان محرومیوں سے جو احساس کمتری ان میں پیدا ہوا۔ ان کے نفس پر لاشعور سے اپنے الہام کے ذریعے ان میں احساس برتری پیدا ہوا۔ اور ان کی انا مرکز کائنات بن گئی۔ کم از کم ان کے خیال میں تو یہی تھا۔ اپنی انا کے جال میں پھنسنے کے بعد کچھ عجب نہیں جو وہ سمجھنے لگے ہوں کہ دن رات کا آنا موسموں کی تبدیلی، سیلابوں، بارشوں، زلزلوں، وباؤں کا آنا سب ان کی راہ ہموار کرنے کے لئے ہے۔ لیکن ستر سال گزرنے کے بعد جب مرزا قادیانی اس دنیا میں نہیں رہے۔ طبعی حوادث ویسے ہی رونما ہو رہے ہیں۔ دوسرے مرزا قادیانی کے زمانے کے حوادث نے مرزا قادیانی کو عالم انسانیت کا مرکز بنانے میں کوئی مدد نہ کی۔ بلکہ وہ صرف ایک حقیر اقلیت ہی کے دلوں کو خرید سکے۔ اور اس پر جانے میں مادی امداد کا ہاتھ عقیدہ، فکر اور علم سے کہیں زیادہ ہے۔

زمانے نے مرزا قادیانی کے مسیح موعود نہ ہونے

کی تصدیق کی مرزا قادیانی کے تحریک کے باوجود عیسائیت نے برِ صغیر پاک و ہند میں قدم جمالئے۔ اور مرزا قادیانی کے نام نہاد معجزات عیسائیت کو پھیلنے سے نہ روک سکے آخر آج کل کے موجودہ مرزائیوں میں کتنے عیسائی نو مسلم ہیں۔ اور کتنے وہ مسلمان جوان کے اوہام کا شکار ہوئے عیسائیت کو نقصان پہنچانے کے بجائے مرزا قادیانی اسلام میں سے ہی کچھ مسلمانوں کو لے بھاگے۔ اس طرح اسلامی ملت کو نقصان پہنچایا۔ یہ رائے پوری غیر جانبداری کے ساتھ قائم کی جاسکتی ہے۔ اسلئے مرزائی حضرات ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ مرزا قادیانی کو ترک کرنا آسان ہے یا ترکِ اسلام بہر حال فیصلہ انہی کو کرنا ہے۔

مرزا قادیانی کاہن تھے، اور ان کی تمام کیفیات پر کہانت کا یقین ہوتا ہے جنہیں غلطی سے وہ الہام، وحی، مکالمہ الٰہیہ قرار دیتے ہیں۔ اللہ اپنے انبیاء پر جبرئیل کے ذریعے وحی کرتا ہے۔ اس کے مقابلے میں شیاطین بھی اپنے دوستوں پر وحی کرتے ہیں۔

ان الشیاطین لیوحون الی اولیاءھم لیجادلوکم

شیاطین اپنے دوستوں پر وحی کرتے ہیں تاکہ وہ تم سے مجادلہ کرسکیں۔ (الانعام)

اس قسم کی کیفیات کا جائزہ بڑے محتاط طریقے سے لینا چاہئے۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ الہام الٰہی کے بجائے شیطانی وسوسوں کا شکار ہو جائیں۔ شیطانی الہام کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اللہ کے نازل کردہ ہدایت کے اصول کے خلاف ہو۔

شیطان کو چونکہ قیامت تک مہلت دی گئی ہے اس لئے وہ اس وقت تک نیک زاہد، عابد ہر قسم کے لوگوں کو بہکا کر راہِ ہدایت سے دور کر دیتا ہے مرزا قادیانی نے اپنی کیفیات کو بلا تنقید خود بھی تسلیم کر لیا اور دوسروں کو بھی اس کی پیروی کی دعوت دی اور دوسرے آنکھ بند کر کے اس پر ایمان لے آئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو وہاں ایک یہودی نوجوان ابن صیاد کی کہانت کا بڑا

باقی ص ۲۵ پر

قادیانی کی بنی بنائی قبر نے ساتھ نہ دیا

رپورٹ :- انیس الرحمٰن قاسمی ۔ خان پور بگا شیر

گزشتہ دنوں کی بات ہے۔ ضلع مظفر گڑھ کے ایک نواں قصبہ خان پور بگا شیر نامی میں ایک قادیانی ریٹائرڈ ماسٹر رحمت علی مر گیا۔ عشاء سے قبل قصبہ میں موجود دفتر سپاہ صحابہ میں تین نوجوان آئے۔ دفتر میں موجود مولوی انیس الرحمٰن صاحب قاسمی رستلم جامعہ خیر المدارس، جنرل سیکرٹری سپاہ صحابہ خان پور بگا شیر سے دریافت کیا کہ کیا ہم قادیانی کے جنازہ میں شرکت کر سکتے ہیں؟ تو مولوی انیس الرحمٰن قاسمی نے جواب دیا کہ قادیانی کافر ہیں اور حکومت پاکستان نے انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا ہے اور آپ بحمد اللہ مسلمان ہیں لہذا آپ کے لئے شرکت کرنا حرام ہے اس پر وہ کہنے لگے کوئی جواز کی صورت بتائیں تاکہ کسی طرح ہم شریک ہو سکیں۔ قاسمی صاحب نے کہا عالی جاہ! چونکہ میں طالب علم ہوں میرا علم محدود ہے آپ مدرسہ محمود العلوم کے مہتمم قاری محمد ادریس صاحب سے جواز کی صورت معلوم کریں چنانچہ وہ کھڑے ہوئے اسی اثناء میں انیس الرحمٰن صاحب نے کہا آپ کو یہ معلوم کرنا چاہئے تھا کہ یہ قادیانی مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اس پر وہ کہنے لگے یار واقعی ہو ر مسئلہ کھڑا ہو گیا۔ چنانچہ وہ چلے گئے۔

مولوی انیس الرحمان اور چند کارکنان نے نمازِ عشاء ادا کی۔ اور فیصلہ کیا کہ آج اس قادیانی کو اپنے قبرستان میں دفن نہیں ہونے دینا۔ پانچ ساتھیوں نے عزم بالجزم کیا۔ یہ پانچ کارکنان مولوی انیس الرحمٰن کے ساتھ قبرستان کی طرف اللہ عزوجل کی رحمت سے چل دیئے راستہ میں مدرسہ محمود العلوم میں ناظم مدرسہ سے پوچھا کہ آپ کے پاس کچھ لوگ مسئلہ پوچھنے آئے تھے تو انہوں نے فرمایا۔ ہاں ہم نے یہی جواب دیا ہے کہ آپ کے لئے شرکت حرام ہے۔ تو مولوی صاحب نے کہا۔ پھر آپ ہمارے ساتھ چلیں اور قادیانی کو دفن نہ ہونے دیں، انہوں نے فرمایا یہ میرا کام نہیں ہے۔ کہہ کر جان چھڑالی۔ تو یہ پانچ ساتھی جن کے نام، محمد اشرف حقانی۔ عبدالستار بھٹہ۔ محمد اقبال بھٹہ۔ محمد ادریس۔ محمد یوسف ظفر۔ لطف اللہ۔ مولوی انیس الرحمٰن قاسمی کی قیادت میں قبرستان کی طرف چل دیئے۔ وہاں

خبریں

اخبارِ ختمِ نبوت

جا کر قبر میں کھودنے والے کے قریب جا کر تسلی دی دریافت کیا۔ کہ قبر کہاں بنائی ہے؟ وہ کہنے لگے ہم عصر کے وقت سے قبر بنا کر فارغ ہو گئے ہیں اب رات کے ساڑھے دس بج چکے ہیں لیکن وہ ابھی تک نہیں آئے۔ مولوی صاحب نے پوچھا قبر کہاں بنائی ہے؟ وہ قبر پر لے گیا۔ قاسمی صاحب نے کہا آپ اس قبر کو بند کر دیں اور اس کی لاگت، مزدوری، ہم سے لے لیں۔ اس نے کہا آپ میت کو آنے دیں۔ اس کے بعد قبر کو بند کرا دینا۔ چنانچہ گنتی کے چھ سات جیالے کارکنان اس قبرستان میں مردے کی انتظار میں بیٹھ گئے تقریباً بارہ بجے کے بعد دور سے روشنی معلوم ہوئی ساتھی چوکس ہو گئے۔ اتنے میں دیکھا کہ کافی تعداد میں لوگ مردہ کیساتھ ہیں، جن میں اکثریت سنی العقیدہ لوگوں کی ہے۔ کچھ شیعہ ہیں۔ اور قادیانی صرف اور صرف نو آدمی تھے۔ جنازہ ضلع مظفر گڑھ کے بڑے قادیانی ڈاکٹر محمد اقبال نے پڑھا یا غیر، جنازہ میں کسی نے شرکت نہیں کی۔ جنازہ سے فارغ ہوئے اور مردہ اٹھانے لگے تو قاسمی صاحب نے کہا۔ آپ اس مردہ کو یہیں رکھ دیں اور میری گذارش سنیں چنانچہ مردہ رکھ دیا گیا۔ قاسمی صاحب نے فرمایا۔ آپ کو معلوم ہے کہ حکومت پاکستان نے بھٹو دور میں قادیانیوں کو اقلیتی فرقہ اور غیر مسلم قرار دیا ہے۔ اور غیر مسلم مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں ہو سکتا۔ لہذا یہ عدالتِ عظمیٰ کے فیصلے کے مطابق قادیانی یہاں دفن نہیں ہوگا۔ اس بات پر قادیانی خاموش رہے۔ لیکن نام نہاد سنی اور پڑھے لکھے

لوگ اچھلنے لگے۔ تو کہاں کا عشق ہے۔ اور زیادہ اچھلنے والے لوگ وہی تھے جو کچھ دیر قبل مسئلہ دریافت کرنے آئے تھے۔

قاضی صاحب نے کہا، میرے ساتھ مسلمان بحث نہ کرے اگر کرنی ہے تو غیر مسلم اور قادیانی بات کرے۔ میں اس کو جواب دوں گا۔ اب اگر میرے ساتھ کسی نے بھی بحث کی تو میں سمجھوں گا کہ یہ کسی کے روپ میں قادیانی ہے۔ اس پر سناٹا چھا گیا۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ چھ کارکن تھے اور وہ کم از کم دو دو سو آدمی تھے اور ان میں تقریباً ہر ایک ساتھی کا قریبی رشتہ دار موجود تھا۔ وہ کہنے لگے اپنے رشتہ دار کو یار تمہیں کیا ہو گیا ہے دفن ہونے دو۔ ساتھیوں نے کہا ہرگز ہرگز قطعاً دفن نہیں ہونے دیا جائے گا۔ بظاہر غلبے کی کوئی صورت معلوم نہیں ہوتی تھی۔ لیکن اس دن آنکھوں سے معائنہ کیا اور سمجھ میں آیا۔

جاء الحق وزھق الباطل۔

بفضل خدا قادیانی مردہ کو لے کر چلے گئے اور قبر توڑ دی گئی

سے ان کے مقابل سربراہ ریاض اور مسلمانوں کی طرف سے وہاں محمد فریدی مقرر ہوئے قادیانیوں نے خود اعتراف کر لیا کہ وہ قادیانی ہیں اور ان کے ووٹ مسلم ووٹوں سے کاٹ دیئے جائیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مطالبہ کیا ہے کہ ان قادیانیوں پر زیر دفعہ ۲۹۸ پرچہ درج کیا جائے اور ان کے سربراہ ریاض قادیانی کی نمبرداری ختم کی جائے ورنہ کوئی بھی بڑا المیہ جنم لے سکتا ہے۔

مرزائی نے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہا اسی وقت اس کا مرزائی باپ جہنم واصل ہو گیا!

دنیاپور۔ میں قادیانیوں کے کئی ایک گھر ہیں۔ گذشتہ

تحریکِ ختمِ نبوت 1953

ترتیب و تحقیق،

مولانا اللہ وسایا

☆ اکتوبر ۱۹۵۲ء قادیان سے ۲۲ جنوری ۱۹۵۳ء لاہور تک کے حالات و واقعات کا بصیرت افروز تجزیہ ☆ ملتان فائرنگ کیس ☆ آل پارٹیز مجلس عمل کا قیام ☆ جہانگیر پارک کراچی میں ظفر اللہ خاں قادیانی کے جلسے پر پتھراؤ ☆ قادیانیوں کے خلاف جلسے، جلوس اور ہڑتالوں کا لامتناہی سلسلہ ☆ خواجہ ناظم الدین وزیر اعظم پاکستان کو نوٹس ☆ حضرت امیر شریعت" "مولانا ابوالحسنات" اور مجلس عمل کے دیگر راہنماؤں کی گرفتاریاں ☆ امت مسلمہ کا احتجاج اور لیگی حکومت کا ظلم ☆ لاہور میں مارشل لاء ☆ اعظم و ناظم کا ظلم و ستم ☆ مرزائیوں کی بربریت ☆ عاشقان ختم نبوت کے سینے اور سفاکوں کی گولیاں ☆ لاہور میں پاسبانان ختم نبوت کا قتل عام ☆ گولیوں کی بوچھاڑ اور لاشوں کے انبار ☆ عشق مصطفیٰ' کے لئے خاک و خون میں تڑپنے والے شہداء کی ایمان پرور' جذبہ آفریں داستانیں ☆ حق کی للکار' باطل کا فرار ☆ رسوائے زمانہ جسٹس منیر کی قادیانیت نوازی' انصاف کا خون ☆ تحریک کے راہنماؤں کی جرات رندانہ ☆ سینکڑوں عنوانات ☆ ہزاروں کہانیاں ☆ مجلس عمل کا عدالت میں باطل شکن تحریری بیان ☆ عدالت کے مرزائیوں سے سوالات 'مرزائیوں کے مغالطہ آمیز جوابات اور مولانا محمد علی جالندھری" کا تاریخی جواب الجواب ☆ کتاب کے ہر صفحہ پر حقائق کا انبار ☆ تاریخ نے راز کھول دیئے' جس سے مرزائیت عریاں ہو گئی ☆ تحریک کے مخالفین کا انجام ☆ تحریک کی صوبہ جاتی رپورٹیں ☆ پنجاب کے اضلاع میں تحریک کی رفتار ☆ لاکھوں سرخرو چہرے' بیسیوں مکروہ مہرے ☆ ایک ایسی تاریخی اور مستند دستاویز جس سے حق کا بول بالا ہوا اور دشمن کا منہ کالا ہوا ☆ حضرت لاہوری" کا اہل جنت سے خطاب ☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ ایک قرض و فرض کی ادائیگی ☆ رشحات قلم' مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری" ☆ قائد احرار ماسٹر تاج الدین انصاری" ☆ قائد تحریک ختم نبوت مولانا تاج محمود" ☆ شیر اسلام' مولانا غلام غوث ہزاروی" ☆ وکیل ختم نبوت' مولانا مرتضیٰ احمد خاں میکش درانی

پڑھئے اور تحفظ ختم نبوت کے لئے آگے بڑھئے

کمپیوٹر کتابت ☆ عمدہ کاغذ ☆ اعلیٰ طباعت ☆ بہترین جلد ☆ صفحات 912 ☆ قیمت، 100 روپے ☆ قیمت کا پیشگی منی آرڈر آنا ضروری ہے ☆ وی پی ہرگز نہ ہو گی۔

ملنے کا پتہ: ۱۔ دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ۔ ملتان پاکستان فون = ۴۰۹۷۸۔

۲۔ مکتبہ سید احمد شہید" ۔ ۲۱۔ الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور فون = 228196

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مزید دس قادیانیوں کو بے نقاب کر دیا

سول جج میانوالی کی عدالت کا فیصلہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھکر کے ناظم ڈاکٹر دین محمد فریدی کی کوششوں سے مزید دس قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیتے ہوئے ان کے ووٹوں کا اندراج مسلم ووٹوں کی فہرست سے خارج کر دیا۔ تفصیلات کے مطابق چک ۱۵ ڈی بی ضلع میانوالی کے دس قادیانیوں کے ووٹ مسلم ووٹوں کی فہرست میں ۸۷۔۱۹۸۸ء سے درج تھے اور وہ ان ووٹوں کی بنیاد پر خود کو مسلم کہلواتے تھے اور مسلمانوں کے درمیان نفاق پیدا کرنے میں مصروف رہتے تھے۔ ان کی ریشہ دوانیاں حد سے بڑھیں تو ختم نبوت کے کارکن عبداللہ نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر حضرت مولانا خان محمد صاحب سے خانقاہ سراجیہ میں رابطہ کیا۔ انہوں نے چک ۱۵ کے ۵ مسلمانوں کو صاحبزادہ عزیز احمد کی سربراہی میں سول جج عالمگیر کی عدالت سے رجوع کرنے کی ہدایت کی سول جج نے تحقیقات کے لئے کمیشن قائم کر دیا قادیانیوں کی طرف

سال کا واقعہ ہے کہ حفیظ اللہ نامی قادیانی کے بیٹے رفیق احمد نے چند مسلمانوں عبدالحمید، شبیر احمد، طور صاحب، حاجی شاہ جہان کے خلاف تھانہ دنیا پور میں ایک جھوٹا مقدمہ دائر کیا۔ اور اس کی تفتیش کے لئے ایس۔ ایس۔ پی ملتان کو درخواست گذاری۔ ایس ایس۔ پی ملتان نے ایڈیشنل ایس پی جناب سلیم بختیار رانا کو تفتیش افسر مقرر کیا۔ موصوف نے فریقین کی گفتگو سننے کے بعد موقعہ ملاحظہ کرنے کا وعدہ کیا۔

چنانچہ موصوف مورخہ ۱۸ دسمبر کو موقعہ ملاحظہ کرنے کے لئے دنیا پور تشریف لائے۔ چونکہ قادیانیوں نے جھوٹی رپورٹ پیش کی تھی۔ جب افسر مذکور نے سوالات کرنے شروع کئے۔ تو رفیق مرزائی سے جواب نہ بن سکا۔ تو رفیق نے فوراً کہا۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ جھوٹوں پر خدا کی لعنت۔ اللہ کا غضب اور عذاب نازل ہو۔

اس اثنا میں رفیق قادیانی کے گھر سے رونے کی آواز آئی۔ پتہ کرنے پر معلوم ہوا کہ رفیق قادیانی کے باپ حفیظ اللہ کو دل کا شدید دورہ پڑا۔ جس سے قادیانیوں نے مشتعل ہوکر ایڈیشنل ایس۔ پی اور معزز شہریوں کو غلیظ گالیاں دینی شروع کردیں اور کہا کہ ان کے والد کو دل کا دورہ ایڈیشنل ایس۔ پی۔ اور شہریوں کی وجہ سے ہوا ہے۔

مریض کو سول ہسپتال دنیا پور میں داخل کرایا گیا۔ مقامی ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔ تو نشتر ہسپتال ملتان میں منتقل کردیا گیا۔ معمولی وقت موت وحیات کی کشمکش میں رہ کر حفیظ اللہ قادیانی پر اس کے بیٹے کے قول کے مطابق جھوٹے پر خدا کی لعنت، پھٹکار، غضب اور عذاب نازل ہوا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے مذکور اپنے جھوٹے نبی مرزا غلام قادیانی جہنم مکانی کے پاس پہنچ گیا۔ صدق اللہ۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

دفتر ختم نبوۃ سرگودھا میں پولیس کا چھاپہ انتہائی گھٹیا حرکت ہے

سرگودھا: ۵ نومبر کو شام کو پولیس بھاری گارڈ کے ساتھ دفتر ختم نبوت سرگودھا میں گھس گئی جبکہ انچارج دفتر مولانا اکرم طوفانی موجود تھے۔ پولیس کا یہ اچانک چھاپہ مارنا اور وہاں خوف وہراس پیدا کرنا انتہائی قابل مذمت حرکت ہے۔ خصوصاً شبان کے جنرل سیکرٹری محمد جمیل بلوچ کے گھر میں داخل ہوکر عورتوں کے کمرے میں گھس جانا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے۔ کہ پولیس کی اپنی مائیں بہنیں بیٹیاں نہیں۔ بغیر پردہ کے نامحرم کا غنڈوں کی طرح اچانک عورتوں کے کمرہ میں گھس جانا خلاف انسانیت ہے۔ آئی جی پنجاب سختی سے نوٹس لیں ورنہ ہم احتجاج کرنے پر مجبور ہوں گے۔

مسلم کالونی صدیق آباد (ربوہ) میں ۲ قادیانیوں کا خطیب ربوہ

مولانا شجاع آبادی کے ہاتھ پر قبول اسلام

ربوہ! محمد اظہر قریشی، محمد انور قریشی موضع بجنی متصل ربوہ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر مسلم کالونی ربوہ میں مولانا خدابخش خطیب جامع مسجد محمدیہ ربوہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا ہے اور مرزائیت سے تائب ہوکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت کا اقرار کیا اور اعلان کیا کہ آپ کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں قیامت سے پہلے ان کا نزول ہوگا۔ اس مبارک مجلس میں چوہدری محمد شفیق، مولوی غلام مصطفےٰ، محمد اختر، ناصر قریشی، محمد نواز تبسم، فیض الحسن قریشی، چوہدری محمد سرور ساکنان مسلم کالونی ربوہ بھی موجود تھے۔ آخر میں مولانا خدابخش نے ان کی استقامت کیلئے دعا کرائی اور اس خوشی میں مٹھائی تقسیم کی گئی تمام حاضرین نے اسلام قبول کرنے والوں کو مبارک دی اور عالمی مجلس ختم نبوت کی کوششوں کو سراہا۔

بیان

میں مسمیٰ محمد اظہر قریشی ہاشمی ولد نمبردار اکبر حسین قریشی ہاشمی و محمد انور قریشی ہاشمی موضع بجنی قریشیاں خدا تعالیٰ کو ایک جانتا ہوں اور حضرت محمد مصطفیٰ کو آخری نبی جانتا ہوں۔ حضور کی ختم نبوت پر غیر مشروط ایمان رکھتا ہوں اور آپ کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں مرزا غلام احمد قادیانی چونکہ دعویٰ نبوت ہے اس کو اور اس کے ماننے والوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں اور میرا ایمان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور قیامت سے پہلے ان کا نزول ہوگا اور مرزا قادیانی کو نہ میں مسیح مانتا ہوں اور نہ مجدد اور نہ مہدی بلکہ ایسے شخص کو جو یہ عقیدہ رکھتا ہو کافر سمجھتا ہوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما مولانا خدابخش کے ہاں دفتر ختم نبوت مسلم کالونی ربوہ میں چوہدری محمد شفیع ولد علی محمد، مولانا غلام مصطفےٰ، محمد اختر ولد حسن محمد، ناصر قریشی، محمد نواز تبسم، فیض الحسن، محمد ناصر ولد دین محمد، چوہدری محمد سرور سکنہ مسلم کالونی کی موجودگی میں میں نے یہ اعلان باقائمی ہوش وحواس بلا جبر کیا ہے۔

اے دنیا! تو کسی اور کو فریب دے

ضرار بن حمزہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شب سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا کہ آپؓ اپنی مسجد کی محراب پر کھڑے تھے۔ داڑھی مٹھی میں تھی اور اس طرح تڑپ رہے تھے جیسے کسی سانپ نے ڈس لیا ہو اس طرح رو رہے تھے جیسے دل پر چوٹ لگی ہو اور زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے:

"اے دنیا! کیا تو میرا امتحان لینے چلی ہے اور مجھے بہکانے کی ہمت کی ہے، مایوس ہو جا کسی اور کو فریب دے۔ میں نے تجھے ایسی تین طلاقیں دی ہیں جن کے بعد رجعت کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ ۱: تیری عمر کم ۲: تیرا عیش بے حقیقت ۳: تیرا خطرہ زبردست، ہائے زادِ راہ کس قدر کم، سفر کتنا طویل، اور راستہ کتنا وحشت ناک۔"

شیخوپورہ میں عظیم الشان ختم نبوۃ کانفرنس

مولانا محمد لقمان علی پوری، مولانا حسین علی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور دیگر علماء کا خطاب

شیخوپورہ۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامعہ محمودیہ محلہ احمد پورہ میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت شاہکوٹ ضلع شیخوپورہ کے بہادر۔ جرأت مند۔ عالم دین مولانا عبداللطیف صاحب نے کی۔

کانفرنس کا آغاز قاری محمد اسلم کی تلاوت پاک سے ہوا۔ جو آپ نے آیت ختم نبوت (ما کان محمد ابا احد الخ) کو سات قراءتوں میں پڑھ کر مجمع پر رقت طاری کر دی۔

کانفرنس میں ابتدائی تقریر مولانا حسین علی وار برٹن کی ہوئی۔ جبکہ اختتام مولانا میاں محمد اجمل قادری کی دعا سے ہوا۔ کانفرنس سے مجاہد ملت مولانا محمد لقمان علی پوری نے خطاب کرتے ہوئے تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں علماء امت کی خدمات کو سراہا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں شہید ہونے والے ہزاروں شہداء کو خراج تحسین پیش کیا۔

مولانا کی سحر انگیز تقریر سے مجمع پر جادو کی سی کیفیت طاری ہوگئی۔ مولانا نے ایک دلچسپ واقعہ سناتے ہوئے کہا کہ ایک تقریر میں میں نے مرزا قادیانی کو الو کا پٹھا کہہ دیا۔ میرے خلاف پرچہ درج ہوگیا۔ میں نے ضمانت کرالی کیس عدالت میں چالان ہوا۔ مولانا لال حسین اخترؒ اور میں نے ساری رات محنت کی۔ مرزا قادیانی کی کتابوں سے اڑھائی سو گالیاں جمع کیں۔ ہم نے سب سے پہلا حوالہ نجم الہدیٰ کا دیا۔ جس میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے۔ میرے نہ ماننے والے جنگلوں کے سور ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر۔ جب مجسٹریٹ نے یہ حوالہ دیکھا تو پریشان ہوگیا۔ کبھی کتاب کا ٹائیٹل والا ورق دیکھتا اور کبھی حوالہ والا صفحہ۔ مولانا لال حسین اخترؒ نے فرمایا یہ گالی آپ کو بھی ہے۔ تو مجسٹریٹ نے کہا واقعۃً وہ الو کا پٹھا تھا۔ میں نے گواہی کی لسٹ میں حضرت لاہوریؒ۔ حضرت امیر شریعتؒ۔ مولانا سید ابوالحسنات قادریؒ۔ جیسے درجن بھر علماء کا نام بطور گواہ لکھا۔ تو مجسٹریٹ نے کہا کہ یہ علماء کرام کیا شہادت دیں گے کہ مرزا قادیانی کو گالی نہیں دی۔ میں نے کہا نہیں بلکہ ثابت کریں گے کہ قادیانی الو کا پٹھا تھا۔ غرضیکہ مولانا نے اپنے مخصوص انداز میں اکابر علماء حق۔ قائدین تحریک ختم نبوت کے ولولہ انگیز واقعات سے مجمع کو گرما دیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور ڈویژن کے مبلغ مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت اس کے تحفظ کے لئے قربانیاں۔ مجلس کے تسلیم شدہ [illegible] اور باقی ماندہ مطالبات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

مولانا شجاع آبادی نے ملک میں بڑھتی ہوئی قادیانی ریشہ دوانیوں۔ ملک و ملت کے خلاف منصوبوں سے حکومت و عوام کو خبردار کیا۔ اور مطالبہ کیا کہ ارتداد کی شرعی سزا سزائے موت نافذ کی جائے۔

انہوں نے کہا کہ گذشتہ دنوں سوشل سیکورٹی کے لوکل آفس شاہدرہ لاہور میں حبیب اللہ مظہر نامی قادیانی نے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں دریدہ دہنی اور گستاخی کی۔ پرچہ درج ہوا۔ گرفتاری عمل میں آئی۔ وہ ضمانت پر رہا ہوگیا۔ مولانا نے مطالبہ کیا کہ یہ کیس فوری انصاف کی عدالت کو سپرد کیا جائے اور ملزم کو فی الفور قرار واقعی سزا دی جائے۔

جمعیت علماء اسلام شیخوپورہ کے راہنما مولانا عبدالهادی نے ضلع شیخوپورہ بالخصوص خانقاہ ڈوگراں۔ فاروق آباد میں قادیانیوں کی سرگرمیوں اور انتظامیہ کی بے حسی مرزائیت نوازی۔ اور کلمہ دشمنی پر روشنی ڈالی مطالبہ کیا کہ خانقاہ ڈوگراں فاروق آباد کے قادیانیوں کے در و دیوار سے کلمہ محفوظ کیا جائے۔ بصورت دیگر ہم راست اقدام پر مجبور ہوں گے کانفرنس کے انتظامات شیخ محمد یوسف ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور دیگر کارکنوں نے کئے۔

> کانفرنس کی
> قراردادیں اور
> مطالبات

بقیہ: مرزائی الیکٹ

چرچا تھا۔ وہ غیب کی باتیں بتاتا تھا دوسرے کے دل میں کیا ہے وہ بتا دیتا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا عمرؓ کے ساتھ اس کے گھر تشریف لے گئے۔ آپؐ نے اس نے پوچھا "اتشھد انی رسول اللّٰہ" کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے گواہی دی اور یہی سوال حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ وہ (ابن صیاد) اللہ کا رسول ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس پر امر مشتبہ ہو گیا ہے۔ یہ ابن صیاد بڑا ہوا تو اس کی کیفیات زائل ہوگئیں وہ سچے دل سے ایمان لے آیا۔ اور آخر تک اسلام پر ثابت قدم رہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سیکون بعدی ثلاثون دجالون
کلھم یزعم انہ نبی اللّٰہ

میرے بعد تیس دجال ہوں گے ہر ایک یہ دعوےٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔

مرزائی حضرات اس حدیث مبارک اور ابن صیاد کی کہانت کے قصے سے جو احادیث میں بیان ہوا ہے جو نتیجہ چاہیں اخذ کریں۔ البتہ کہانت کو نبوت سمجھنا دجال کی علامت ہے جو مدعی نبوت اب دنیا میں نہیں ہے اس سے چمٹے رہنے سے خود مرزائیوں کا دنیاوی اور اخروی نقصان ہے ابن صیاد کی طرح وہ تائب ہو کر اچھے مسلمان کی مانند زندگی گذار سکتے ہیں۔ اپنے دنیاوی معاملات میں چند ٹکروں کی

پر قربان کر دیتے ہیں۔ دین جیسی بے بہا چیز کو بالاچھا دین کے تبول کر۔ بہر حال کوئی صحیح فیصلہ نہیں ہے۔

وما علینا الا البلاغ۔

بقیہ :- اصلاح معاشرہ

عرض کیا میں خدا کے غضب سے بچنا چاہتا ہوں۔ فرمایا اگر کسی پر بے جا غصہ نہ کرو گے تو خدا کے غضب اور اس کی ناراضگی سے بچے رہو گے۔

عرض کیا میں خدا کے دربار میں مستجاب الدعوات بننا چاہتا ہوں۔ ارشاد فرمایا حرام چیزوں اور حرام باتوں سے بچتے رہو گے تو مستجاب الدعوات بن جاؤ گے۔

عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ خدا مجھے قیامت کے دن رسوا نہ کرے فرمایا اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو گے تو خدا تمہیں قیامت کے دن رسوا نہیں کرے گا۔۔

بقیہ :- بابری مسجد

ہر فرد انہیں صرف کرسی کے غلام تصور کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔

ہندوستانی و کشمیری مسلمان بھائیو! حق کی آن پر جان قربان کرتے رہئے مت گھبرانا اللہ کی رحمت تمہارے ساتھ ہے پورے عالم کے مسلمانوں کی دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔

اللہ کریم پورے عالم کے مسلمانوں کو ممالک اسلامیہ کے تمام حکمرانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع فرما کر اسلام کی آبیاری ملت اسلامیہ کی پاسبانی کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ جہاں جہاں بھی مسلمان اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں مولا کریم ان کی تمام نیک تمنائیں بر لائے آمین۔

برحمتک یا ارحم الراحمین۔

بقیہ :- شیخ الاسلامؒ

میں نے اس خط کو انہیں دے دیا اس پر انسپکٹر جنرل بہت برہم ہوا اور کہا کہ وہ بہت اہم خط تھا حکومت ہند نے خط طلب کیا ہے تم نے کیوں دیا آخر کار انسپکٹر جنرل نے مجھ ——— کو معطل کر دیا اس واقعہ کے فوراً بعد موصوف حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دیکھتے ہی ہنس کر فرمایا معطل ہو گئے موصوف کو سخت حیرت ہوئی کیونکہ یہ واقعہ ابھی دفتر میں ہوا تھا۔ کوئی خبر نہیں حضرت کو کیسے پتہ چل گیا حضرت نے فرمایا ان شاء اللہ کل تک بحالی کا حکم آ جائے گا۔ اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی دوسرے دن ڈاک سے بحالی کا حکم آ گیا اس سے جیل کے دوسرے عہدیدار بھی آپ کے معتقد ہو گئے۔

وفات

حضرت شیخ الاسلامؒ نے ۱۳ جمادی الاول ۱۳۷۷ھ بمطابق ۵ دسمبر ۱۹۵۷ء بروز جمعرات بعد دوپہر جسمانی طور پر اس دنیا کو چھوڑا مسلمانوں میں اور خصوصاً ہندوستان کے اہل درد حضرات نے ان کے وصال کو ایک سانحہ عظیم قرار دیا، آپ کو دیو بند میں دفن کیا گیا۔

بقیہ :- دل کی اصلاح

مراقبہ میں بیٹھ کر تہجد کی نماز، فجر کی نماز اور مغرب کی نماز کے بعد کرنا چاہیئے۔ علاوہ ازیں ہر وقت چلتے پھرتے "اٹھتے بیٹھتے" سوتے جاگتے اور کام کرتے وقت، وضو ہو یا نہ ہو دل کی طرف دھیان رکھنا چاہیئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہے۔ اس طرح ذکر کی برکت سے قلب کو اطمینان و سکون حاصل ہو جاتا ہے دل سے زنگ، ظلمات اور سب بد خصلتیں چھوٹ جاتی ہیں اور وہ اخلاق حسنہ سے مزین ہو جاتا ہے۔ قلبی ذکر بہت بڑی نعمت ہے ہمیشہ کرتے رہا کریں۔

(برکات فضیلۃ مولانا محمد عبدالرشید)

دل کی اصلاح کے لیے حضرت سیدنا و مولینا و مرشدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کی نصیحت پر عمل کرنا چاہیئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

آدمی جب تک پراگندہ و تعلقات سے آلودہ ہے، تب تک وہ محروم و مہجور ہے۔ دل کے آئینہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت کے سوا دوسروں کی محبت کے زنگار کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روشن سنت کی پیروی سے بے بہرہ کا واردات نفسانی عادتوں کو دور کرنے اور ظلمانی رسموں کو چھوڑنے پر ہے۔

اس شخص کے لیے خوشخبری ہے جو اس نعمت عظیم سے مشرف ہوا۔ اور اس کے حال پر افسوس ہے جو اس اعلیٰ دولت سے محروم رہا۔

(ارشادات بحوالہ مکتوب ۴۲، دفتر اوّل)

(لہٰذا) چند روزہ زندگی حضرت صاحب شریعت علیہ و علیٰ الہ الصلوٰۃ والتحیۃ کی پیروی میں بسر کرنی چاہیئے۔ آخرت کے عذاب سے نجات اور جنت کی ہمیشہ رہنے والی نعمتوں سے سرفراز ہونا اس اتباع کی سعادت کے ساتھ وابستہ ہے۔

(از مکتوب ۷۰، دفتر اوّل)

دین کے کام کا دارومدار دل پر ہے۔ اگر دل اللہ تعالیٰ کے سوا اور چیزوں میں پھنسا ہوا ہے تو وہ خراب اور بہت بُرا ہے بعض اعمال صوری (ظاہری اعمال) اور عبادات رسمی سے کام نہیں بنتا بلکہ قلب کی سلامتی کے لیے دو چیزیں درکار ہیں دل کا تعلق ماسوی اللہ تعالیٰ کے دوسروں کی طرف نہ ہونے دینا۔ اور ۲۔ اعمال صالح جن کا تعلق بدن سے ہے اور جن کے بجا لانے کا شریعت نے حکم دیا ہے ان کو بجا لانا۔ قلب کی سلامتی کا دعویٰ اعمال صالحہ بدنیہ بجا لائے بغیر باطل ہے جس طرح روح کا تصور بغیر بدن کے نہیں کیا جا سکتا اسی طرح قلبی احوال بغیر اعمال صالحہ بدنیہ کے محال ہیں اس زمانہ کے بہت سے ملحد اس طرح کے غلط دعوے کرتے ہیں کہ انہیں اعمال صالحہ بجا لانے کی ضرورت نہیں اور قلبی کیفیات کافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ایسے بد عقیدے رکھنے والوں سے اپنی پناہ میں رکھے۔ (آمین)

(ارشادات بحوالہ مکتوب ۳۹، دفتر اوّل)

یا اللہ ہمیں اپنے قلوب کی اصلاح کی ہمت عطاء فرما۔ اور ان کا زنگ دور فرما اور ان میں نور عطا فرما۔

(آمین)

بقیہ :- حضرت عمر فاروقؓ

اختلاف اس میں ہے کہ اس مرتبہ شیطان متصرف ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ کی مرتبہ خلق پر نظر تھی کیونکہ عارف کی غلبۂ توحید میں اول اس پر نظر جاتی ہے۔ اسی کے غلبہ میں آپؓ نے اللہ تعالیٰ سے یہ عرض کیا کہ ان چیزوں کی محبت تو آپ نے طبائع میں پیدا کر دی ہے یہ کیسے زائل ہو سکتی ہے۔ (الافاضات الیومیہ ص ۲۱۳ ج ۱۰)

ختم شد

تمام غیرتمند مسلمانوں سے ایک سوال

کیا آپ چاہتے ہیں

کہ آپ کی رقم

مسلمانوں کو مرتد

بنانے میں

استعمال ہو ؟

اس کا جواب یقیناً نفی میں ہے

لیکن

اس کے باوجود آپ کی

لاعلمی اور بے توجہی کی وجہ سے

آپ کی رقم سے

مسلمانوں کو

مرتد بنایا جارہا ہے

وہ کیسے ؟

آپ میں سے بعض لوگ

قادیانیوں سے خرید و فروخت

کرتے ہیں قادیانی تجارتی اداروں

سے لین دین کرتے ہیں اور

قادیانی کارخانوں کی مصنوعات

استعمال کرتے ہیں

کیا آپ جانتے ہیں ؟

اسی خرید و فروخت، لین دین کے ذریعے

قادیانی جو منافع کماتے ہیں اسی منافع یعنی

ماہانہ آمدنی کا ایک کثیر حصہ

اپنے مرکز ربوہ میں

جمع کراتے ہیں

جس کے نتیجہ میں

وہی رقم جو آپ سے کمائی جاتی ہے وہ آپ ہی

کے خلاف استعمال ہوتی ہے یعنی

مسلمانوں کو اسی رقم سے مرتد بنایا جاتا ہے

اگر آپ

قادیانیوں کے ساتھ کاروبار

و تجارت کرتے ہیں تو گویا آپ

ارتدادی کام میں بالواسطہ حصہ لے رہے ہیں

اور انکا ساتھ دے رہے ہیں

یاد رکھیے

- آپ ہی کی رقم سے قادیانی اپنی ارتدادی تبلیغ کرتے ہیں
- آپ ہی کی رقم سے قادیانیوں کے تحریف شدہ قرآنی تراجم چھپتے اور تقسیم ہوتے ہیں
- آپ ہی کی رقم سے ان کے پریس چلتے ہیں
- آپ ہی کے بل بوتے قادیانی مرکز ربوہ آباد ہے
- آپ ہی کی رقم سے قادیانی مبلغین اپنی ارتدادی تبلیغ کیلئے اندرون و بیرون ملک سفر کرتے ہیں

گویا قادیانیوں کی ہر حرکت میں

براہ راست نہیں تو بالواسطہ آپ بھی شریک ہیں

لہٰذا

تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ غیرت ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے قادیانیوں کے ساتھ مکمل سوشل بائیکاٹ کریں اور ان کے ساتھ لین دین، خرید و فروخت مکمل طور پر بند کردیں اور اپنے احباب کو بھی قادیانیوں سے بائیکاٹ کی ترغیب دیں۔

نوٹ کیجیے۔ [illegible]

مرکزی دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ

ملتان (پاکستان) فون [illegible]

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

جنّت میں گھر بنائیے

ارشادِ نبویؐ

"جس نے اللہ کیلئے مسجد بنائی، اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنائینگے۔"

سب سے اچھی جگہ مسجدیں ہیں
—الحدیث

پُرانی نمائش چوک پر واقع

"جامع مسجد بابُ الرحمت (ٹرسٹ)"

خستہ حالی اور بوسیدہ ہو جانے کی وجہ سے شہید کر دی گئی ہے اور اب اس کی از سرِ نو تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے۔ اہلِ خیر حضرات اس صدقہ جاریہ میں دل و جان سے حصہ لیکر مسجد کی تعمیر کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔ اس وقت نقد رقوم کے علاوہ سیمنٹ، لوہا، بجری، ریت اور متعلقہ تعمیری سامان کی اشد ضرورت ہے۔ جو دوست جس صورت میں بھی تعاون کرنا چاہیں وہ مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

نوٹ:۔ واضح رہے کہ دفترِ ختمِ نبوت بھی اسی مسجد میں واقع ہے۔

جامع مسجد بابُ الرحمت (ٹرسٹ)
پُرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی نمبر ۳، فون نمبر:۔ ۷۷۸۰۳۲۷

اکاؤنٹ نمبر ۶۷۲ الائیڈ بنک بنوری ٹاؤن برانچ